

ول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے مدینہ میں تشریف لائے تو مولہ سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے رہے اس کے بعد کہ جب کی طرف منکر نے کا حکم لگایا تو بنو امیہ اور مشرکین اور منافقین اور بعض کچے مسلمان ان کے بہکانے سے شیعہ ڈالنے لگے کہ یہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنا کرتے تھے جو قبلہ تھا پہلے انبیاء کا اب انہیں کیا جو اس کو چھوڑ کر کعبہ کو منکر نے لگے کسی نے کہا کہ یہودی کی عداوت و حسد سے ایسا کیا کسی نے کہا کہ یہ اپنے دین میں متروک اور تغیر میں جن سے ان کا نبی اللہ بنا ظاہر نہیں ہوتا غافلوں کے اس اعتراض اور اس کے جواب کی وجہ سے اللہ نے اطلاع فدا دی کہ کسی کو اس وقت کوئی ترزد نہ ہوا اور جواب میں نازل نہ ہو۔

ول یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ دو کمرہ بنائے ہوئے کے حصد سے اور کسی لغسانی تعصب اور اپنی رائے کے اتباع سے قبلہ کو بدلنا بغیر اجماع فرمانِ خداوندی سے جو کہ عمار اصل دین ہے ہم نے ایسا کیا پہلے بیت المقدس کو منکر نے کا حکم تھا اس کو ہم نے تسلیم کیا اب کسی کی طرف منکر نے کا حکم آیا اس کو دل سے قبول کیا ہم سے اس کی وجہ پوچھنا اور ہم پر اعتراض کرنا سخت حماقت ہے۔ غلامِ نابالغ پر یہ اعتراض کرنا تو پہلے وہ کام کرنا تھا اب یہ کام کیوں کرتے لگا عاقل کا کام نہیں اور اگر ان احکام مختلفہ کے ہر امر دریافت کرتے ہو تو اس کے تمام اسرار کو سمجھے اور تم یہ یقینوں کو کون سمجھاے البتہ اتنی بات ہر کوئی سمجھ سکتا ہے اور ہر ایک کو سمجھا سکتا ہے کہ قبلہ کا معین فرمانا تو طریقہ عبادت کو بتلانے کی غرض سے ہے اہل عبادت ہرگز نہیں

اور اس بارہ میں حق تعالیٰ کا معاملہ جدا جدا ہے کسی کو اپنی حکمت و رحمت کے مطابق ایک خاص راستہ بتلایا جاتا ہے کسی کو دوسرا تمام مواقع اور جملہ حرات کا وہ مالک ہے جس کو جس وقت چاہتا ہے اس کو ایسا راستہ بتلا دیتا ہے جو نہایت سیدھا اور سب راستوں سے مختصر اور قریب تر ہو۔ چنانچہ ہم کو اس وقت اس قبلہ کی ہدایت فرمائی جو بہ قبل میں افضل اور بہتر ہے۔

ول یعنی جیسا تمہارا قبلہ کہہ رہے ہے جو حضرت ابراہیم کا قبلہ اور تمہارا قبلہ سے افضل ہے ایسا ہی ہم نے تم کو سب امتوں سے افضل اور تمہارے پیغمبر کو سب پیغمبروں سے کامل اور برگزیدہ کیا تاکہ اس فضیلت اور کمال کی وجہ سے تم تمام امتوں کے مقابلہ میں گواہ قبول الشہادۃ فترایہ جاؤ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری عدالت و صداقت کی گواہی دیں جیسا کہ احادیث میں وارد ہے کہ جب پہلے امتوں کے کافر نے پیغمبروں کے دعوے کی تکذیب کر رکھے اور کہیں گے کہ تم کو کسی نے بھی نہ ذیبت میں ہدایت نہیں کی اس وقت آپ کی امت امتیاء کے دعوے کی صداقت پر گواہی دے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنے امتیوں کے حالات سے پورے واقف ہیں ان کی صداقت و عدالت پر گواہ ہونگے اس وقت وہ امتیں کہیں گی کہ انہوں نے تو نہ ہمارا زمانہ یا نہ تم کو دیکھا پھر گواہی کیسے قبول ہو سکتی ہے اس وقت آپ کی امت جو اب دینی کریم کو خدا کی کتاب اور اس کے رسول کے بتلانے سے اس امر کا علم

یقینی ہوا اس کی وجہ سے ہم کو اہی دیتے ہیں۔

فائدہ وسط یعنی معتدل کا مطلب ہے کہ یہ امت طبعیک سیدی راہ پر ہے جس میں کچھ بھی کمی کا شائبہ نہیں اور افراط و تفریط سے بالکل بری ہے۔

ول یعنی اصل قبلہ تمہارا تو اللہ ہی تھا جو حضرت ابراہیم کے وقت سے چلا آتا ہے اور چند روز کے بعد جو بیت المقدس مقرر کر دیا تھا وہ تو صرف امتیاء کے لئے تھا کہ ان کو نابالغی پر قائم رہتا جو اور کون دین پھر جاتا ہے سو اس میں جو لوگ ایمان پر قائم رہے ان کا اثر اور جہ ہے فائدہ اس آیت میں تعلیم جو صیغۃ استقبال ہے اور دیگر آیات میں جو حتیٰ لعلہ اور قلیعلمین اور لما یعلمہ اللہ اور لنیلونکہ اور الا لنعلہ وغیرہ کلمات موجود ہیں ان سب کے ظاہر میں سمجھ میں آتا ہے کہ حق تعالیٰ کو نمونہ اللہ ان اشیاء کا علم لیا کہ جو ان چیزوں کے وجود سے پہلے علم نہ تھا، حالانکہ اس کا علم ہر چیز کے ساتھ قدیم ہے کان اللہ بکل شیء علیما علما نے کسی طرح سے اس کا جواب دیا ہے بعض نے علم سے تمیز اور جدا کر دینا مراد لیا ہے بعض نے امتیاء کے معنی لئے کسی نے علم کو معنی رویت لیا کسی نے مستقبل کو معنی فرمایا بعض نے حدیث علم کو معنی اور زمین کی طرف رجوع کیا یا غلطین کی طرف لوٹا یا بعض کا ترجمہ تحقیق نے علم حاصل جو بعد

وہو علم تحقیق ہوتا ہے جس پر حوا و سزا و دح و ذم ترتب ہوتا ہے مراد اور اسی کو لے کر فرمایا بعض نسخین نقیین نے اس کے متعلق دو باتیں نہایت دقیق و انیق بیان فرمیں اول کا خلاصہ یہ ہے کہ سب ارشاد ان اللہ خدا احاطہ بکل شیء علما تمام چیزیں اول سے آخر تک حقیقہ و غیظ و غلیل و کثیر خد کے سامنے ہیں اور سب کا علم اس کو ایک ساتھ ہے اس کے علم میں تقدم و تاخر گر کر نہیں مگر آپس میں ایک دوسرے کی نسبت بیشک تقدم اور مؤخر مبنی جاتی ہیں سو علم خداوندی کے حساب سے تو سب کی سب بمنزرتشی واحد و جو ہیں اس لئے وہاں ماضی حال مستقبل کا مکمل غلط ہوگا البتہ تقدم و تاخر اچھی کی وجہ سے زمینوں نے انے بالہدایت صراطِ انکسب کے سوجاں باری کبھی تو حسب موقع حکمت اپنے معلوم ہونے کے لحاظ سے کلام فرماتا ہے اور کبھی ان وقائع کے تقدم و تاخر کا لحاظ ہونا سے پہلی صورت میں تو ہمیشہ بلحاظ ایک فرق دقیق کے ہمیشہ ماضی کا صیغہ یا حال کا صیغہ متعمل ہوتا ہے استقبال کا صیغہ متعمل نہیں ہو سکتا اور دوسری صورت میں ماضی کے موقع میں ماضی اور حال کے موقع میں حال اور استقبال کی جگہ استقبال لایا جاتا ہے سو جہاں کہیں وقائع آئندہ کو ماضی کے الفاظ سے بیان فرمایا ہے جیسا وہ نادانی صاحب الجنتہ وغیرہ تو وہاں اس کا لحاظ ہے کہ حق تعالیٰ کو سب متعذر اور پیش نظر ہے اور جہاں امور گذشتہ کو صیغہ استقبال سے بیان فرمایا ہے جیسا اسی آیت میں الا لنعلہ ہے یا اور اس کے ساتھ وہاں یہ ماضی کے مستقبل ہے علم الہی کے لحاظ سے استقبال نہیں ہو اس کے علم میں حدیث کا وہم و ہود دوسری تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم کو علم اشیاء و روایق سے حاصل ہونا ہے ایک تو بلا واسطہ دوسرا واسطہ مثلاً آگ کو سمجھنا تو آنکھ سے مشاہدہ کرتے ہیں اور کبھی آگ کو ہم سے کسی (باقی صفحہ ۱۸)

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۚ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۚ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعَ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَى عَقْبَيْهِ ۚ وَإِنْ كَانَتْ لَكِبْرَةٌ إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ إِيْمَانَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَخَبِيرٌ ۖ قَدْ نَرَى تَقَلُّبُ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ۚ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ۚ

اب کہیں گے۔ بیوقوف۔ لوگ۔ کہ کس چیز نے پھیر دیا مسلمانوں کو ان کے قبلہ سے

جس پر وہ تھے۔ ول۔ تو کہہ اللہ ہی کا ہے مشرق اور مغرب۔ چلائے جس کو

چاہے۔ سیدھی راہ۔ ول۔ اور اسی طرح کیا ہم نے تم کو۔ اُمت معتدل

تاکہ جو تم۔ گواہ۔ لوگوں پر۔ اور ہو۔ رسول تم پر گواہی دینے والا۔ ول۔

اور نہیں مقرر کیا تھا۔ ہم نے وہ قبلہ کہ جس پر تو پہلے تھا۔ مگر اس واسطے کہ معلوم کریں کون نالغ رہے رسول کا

اور کون پھر جائے گا۔ اُلٹے پاؤں۔ ول۔ اور بیشک یہ بات بھاری ہوتی مگر ان پر۔ جن کو

راہ دکھائی اللہ نے۔ ول۔ اور اللہ ایسا نہیں کرنا چاہے۔ تمہارا ایمان۔ بیشک اللہ لوگوں پر بہت شفیق

رحیم۔ ۱۴۶۔ قَدْ نَرَى تَقَلُّبُ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا

نہایت مہربان جو ت: بیشک ہم دیکھتے ہیں بار بار اٹھنا تیرے منہ کا آسمان کی طرف ہوا بتہ پھرینگے ہم تجھ کو جس قبلہ کی طرف تو رضی کر

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوهَكُمْ

اب پھر منہ اپنا۔ طرف مسجد الحرام کے۔ ول۔ اور جس جگہ تم ہو اگر وہ۔ پھيرو منہ

شَطْرَهُ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ۚ

اسی کی طرف۔ ول۔ اور جن کو۔ علی ہے کتاب۔ البتہ جانتے ہیں کہ یہی ٹھیک ہے ان کے رب کی طرف

وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ۚ ۱۴۷۔ وَلَٰكِنْ آتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ

اور اللہ بے خبر نہیں ان کاموں سے جو وہ کرتے ہیں۔ ول۔ اور اگر تو لائے۔ اہل کتاب کے پاس

(بقیہ صفحہ ۲۷) اڑھیں ہوتی ہے مگر دعویٰ کو دیکھ کر آگ کا یقین ہو جاتا ہے اور بسا اوقات یہ دونوں علم ایک جگہ ایک ساتھ موجود ہوتے ہیں مثلاً آگ کو پاس سے دیکھتے تو دھواں بھی اُس کے ساتھ نظر آتا۔ سوا صورت میں آگ کا علم دونوں طرح حاصل ہوگا ایک تو بلا واسطہ کیونکہ آنکھ سے آگ کو دیکھ رہے ہیں دوسرا بلا واسطہ یعنی آگ کا علم دھوئیں کے واسطے سے اور یہ دونوں علم چند ایک ساتھ ہیں آگ کے پیچھے پیدا نہیں ہوئے مگر علم بلا واسطہ علم بلا واسطہ میں ایسا سمجھو تو ہے کہ اس کا دھواں بھی نہیں گدتا۔ علیٰ ہذا القیاس بھی دوسرے علم بلا واسطہ بھی ایک ساتھ حاصل ہوتا ہے مثلاً آگ اور دھوئیں کو ایک ساتھ دیکھتے ہی طرح بھی ایک شے کا علم بلا واسطہ اور دوسری شے کا علم پہلی شے کے واسطے سے ایک ساتھ حاصل ہوتے ہیں مثلاً دھوئیں کا علم بلا واسطہ اور آگ کا علم دھوئیں کے واسطے سے یا آگ کا علم بلا واسطہ اور دھوئیں کا علم آگ کے واسطے سے دونوں ساتھ ہی پیدا ہونے ہیں مگر جیسا قلم کو ہاتھ میں لے کر لکھیں تو یہ چند بات خدا و قلم ساتھ ہی ہستے ہیں لیکن پھر یوں کہتے ہیں کہ ہاتھ پہلے بلا قلم بلا اسی طرح پھر قلم بلا ہاتھ جو ایک ساتھ ہونے کے ایک شے کا علم بلا واسطہ کو دوسری شے کا علم بلا واسطہ سے جو بلا واسطہ پہلی شے کا علم ہوا ہے ایک طرح پر ضرور منتقل ہوتی ہے جب یہ باہم معلوم ہو چکیں تو اب سینے کا خدا و قلم کو بھی تمام اشیاء کا علم دونوں طرح پر ہے بلا واسطہ اور بلا واسطہ کی گنتی لازم کا ملذومات اور ملزومات کا لازم سے اور دونوں علم ازل سے برابر ساتھ ہیں گو علم بلا واسطہ کی چیز کا اس کے علم بلا واسطہ

میں خواہ اور بھی ہو اور ایسا ہی ایک چیز کا علم بلا واسطہ اور دوسری چیز کا علم بلا واسطہ برابر ساتھ ہے اور دونوں قدیم ہیں گو علم بلا واسطہ کو بطریق مذکور مقدم اور بلا واسطہ کو مؤخر کہیں ہوتا ہے علم خداوندی کے ذکر میں صیغہ استقبال کا یا ماضی استقبال کے پائے جاتے ہیں وہ علم بلا واسطہ کے لحاظ سے ہے نہ ماضی کے اعتبار سے کچھ تفاوت نہیں اور جہاں کہیں ماضی یا حال مل ہے وہاں علم بلا واسطہ ماضی سے اور علم بلا واسطہ کے اعتبار سے کلام فرماتے ہیں یہ حکمت ہے کہ کلام الہی کے مخاطب آدمی ہیں اور ان کو اکثر اشیاء کا علم بلا واسطہ مؤخر ہے اور جہاں کہیں جناب باری نے اپنے علم میں صیغہ استقبال استعمال فرمایا ہے وہ وہی امور ہیں جو ان آدمی کو بلا واسطہ معلوم نہیں ہو سکتے اگر ایسے موقع میں بنی آدم سے باعتبار علم بلا واسطہ کلام کیا جاتا تو ان پر فوراً الزام نہ ہوتا اور جہاں یہ مصلحت نہیں وہاں باعتبار علم بلا واسطہ صیغہ ماضی یا حال کا استعمال کیا جاتا ہے مگر بنی آدم کو چونکہ ان اشیاء کا علم بلا واسطہ ماضی نہیں سکتا اور ان واسطوں کا علم قبل ان کے وجود کے بنی آدم کو ممکن نہیں اور اس وجہ سے ان کے تمام علوم برابر حاصل نہیں ہوتے تو وہ خدا کو اپنے آپ کو قیاس کر کے صیغہ استقبال سے حدوت سمجھ جاتے ہیں اور حیران ہوتے ہیں کہ علم الہی میں تو حدوت ثابت ہو گیا مگر بغیر ہر اشیاء میں جو تک نہ گذرے سے واقف ہیں سب کو مطابق یکدیگر سمجھتے ہیں والحمد للہ

بِكُلِّ آيَةٍ فَاتَّبِعُوا قِبْلَتَكَ وَمَا أَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ وَمَا بَعْضُهُمْ

ساری نشانیاں تو بھی نہ مانیں گے تیرے قبیلہ کو اور نہ تو مانے اُن کا قبیلہ اور نہ اُن میں ایک

بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ وَلَكِنْ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ

مانتا ہے دوسرے کا قبیلہ اور اگر تو چلا اُن کی خواہشوں پر بعد اس علم کے

مِنَ الْعِلْمِ إِنَّكَ إِذْ لَمِنَ الظَّالِمِينَ ۝ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ

جو سمجھ کو پہنچا تو بیشک تو بھی ہوا بے انصافوں میں و جن کو ہم نے دی ہے کتاب بھی تھے ہی اُس کو

كَمَا يَعْرِفُونَ آبَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ

جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو اور بیشک ایک فرقہ ان میں سے البتہ چھپاتے ہیں حق کو

يَعْلَمُونَ ۝ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُنْتَرِينَ ۝ وَلِكُلِّ

جان کر حق وہی ہے جو تیرا رب کہے پھر تو نہ ہو شک لانے والا و اگر ہر کسی کو واسطہ

وَجْهَةٌ هُوَ مَوْلَاهُ فَأَتَّبِعُوا الْخَيْرَاتِ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَاتِ بِكُمْ

ایک جانب ہے بنی بلکہ وہ منکر تھا اس طرف، سو ہم بہت کر دیکھوں میں جہاں کہیں تم ہو گئے کر لائے گا تم کو

اللَّهُ جَمِيعًا إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ

اللہ اکھٹا بیشک اللہ ہر چیز کر سکتا ہے و اور جس جگہ سے تو نکلے

قَوْلٍ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ ۝ وَاللَّهُ

سو منکر اپنا مسجد الحرام کی طرف اور بیشک یہی حق ہے تیرے رب کی طرف اور اللہ

يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ ۝ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ قَوْلٍ وَجْهَكَ شَطْرَ

بے غور نہیں تمہارے کاموں سے اور جہاں سے تو نکلے منہ کر اپنا

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۝ وَإِلَّا

مسجد الحرام کی طرف اور جس جگہ تم ہو اگر وہ منہ کر اسی کی طرف و تاکہ

يَكُونُ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ

نہ رہے لوگوں کو تم سے جھگڑنے کا موقع مگر جو ان میں بے انصاف ہیں سو اُن سے اپنی اُن کے عقوبت سے

مازل

۱۔ یہ ہونے لگا کہ کعبہ قبلہ اصلی ہے تو اتنی مدت کی نماز جو بیت المقدس کی طرف چھٹی ضلع ہوئی بعض مسلمانوں کو شبہ ہوا کہ بیت المقدس جب قبلہ اصلی تھا تو جو مسلمان اسی حالت پر مر گئے اُن کے ثواب میں نقصان رہا یا فی زندہ رہنے والے تو آئندہ کو مکافات اور اس کا تدارک کریں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ جب تم نے بیت المقدس کی طرف نماز غرض مقصدائے ایمانی اور اطاعتِ کلم خداوندی کے سبب چھٹی تو تمہارا اجر و ثواب میں کسی طرح کا نقصان نہ ڈالا جائے گا۔ حضرت ابراہیم کا بھی قبلہ وہی تھا ادھر عبودیت طعن کرتے تھے کہ یہی شریعت میں ہے مخالف اور ملت ابراہیمی کے موافق ہو کر ہمارا قبلہ کیوں اختیار کرتے ہیں ان وجہ سے جس ماضی آپ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے تو وہاں بی چارہ تھا کہ کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم آجائے اور اس شوق میں آسمان کی طرف منہ اٹھا کر ہر طرف کو دیکھتے تھے کہ شاید فرشتہ سکھلا دے اور اُس پر یہ آیت آئی اور استقبال کعبہ کا حکم کیا گیا۔ یعنی کعبہ کی طرف اور اسکو مسجد الحرام اس لئے کہتے ہیں کہ وہاں مقابلہ کرنا اور شکر کرنا جالوں کا اور درخت اور گھاس کا کاٹنا وغیرہ اور حرام ہیں اور کسی جگہ کی اتنی حرمت و عزت نہیں جس قدر مسجد الحرام کی حرمت ہے جب تخیل قیاد کا حکم نازل ہوا تو آپ باجماعت مسجد مدینہ میں نہر کی نماز پڑھ رہے تھے دو کعبت بیت المقدس کی طرف پڑھ چکے تھے نماز میں ہی آپ نے دست بردار ہوئے کعبہ کی طرف منہ پھیر لیا اور باقی دو کعبتیں پوری کیں اس جگہ کا نام مسجد قبلتین اور دو قبلتین ہو گیا یعنی دو قبلہ والی۔ یعنی حضرت یاسفر میں مدینہ میں یاد دوسرے شہر میں (باقی صفحہ ۲۹)

بقیہ صفحہ ۲۸ جنگل میں یاد رہا میں یا خود بیت المقدس میں جہاں کہیں ہو کہ کسی طرف منکر کے نماز پڑھو۔
 نہ کرنا کیونکہ ان کو کتاب معلوم ہو کہ کفر اور ایمان کی طرف کچھ نول نماز پڑھیں اور اگر کوئی کسی طرف پڑھیں گے اور بھی ان کو معلوم ہو کہ منکر کے نماز پڑھو۔
 وہ بھی حق سمجھتے ہیں محض حسد سے جو چاہیں کہیں سو فی ثانی ان کی باتوں کو خوب مانتا ہے جس کا نتیجہ ان کو ایک دن معلوم ہو جائیگا۔
فوائد صفحہ ۲۸ یعنی جب یہ بات ہے کہ اہل کتاب استقبال کعبہ کو حق جان کر جو جسد وعظا وحق پوشی کرتے ہیں تو ان سے اپنے قبلہ کی مخالفت کی ہرگز توقع مت رکھو وہ تو ایسے معصوب ہیں کہ اگر ان کو نماز نشانیاں جو ممکن الوقوع ہیں دکھلا دو گے جب بھی تم سے قبلہ کو نہ مانینگے وہ اس میں ہیں کہ کسی طرح تم کو اپنا نایع بنا لیں اسی وجہ سے کہا کرتے تھے کہ تم سے قبلہ پر قائم رہتے تو تم سمجھتے کہ تم نبی موعود ہو کہ شاید پھر ہمارے قبلہ کی طرف رجوع کر لیں سو یہ ان کا خیال باطل اور طرح خام ہے کہ کسی وقت بھی ان کے قبلہ کا اتباع نہیں کر سکتے اب استقبال کعبہ کا حکم قیامت تک منسوخ نہیں ہو سکتا اور دوسروں کے نایع بنانے کا ارادہ تو بعد میں کریں پہلے اہل کتاب تو آپس میں درپاہہ امر فیلہ موافق ہو جائیں کیونکہ قلیلہ صحرا بیت المقدس ہے اور نصاریٰ کا قبلہ بیت المقدس کی شرقی جانب ہے جہاں حضرت علی علیہ السلام کا نفع فوج ہوا تھا جب وہ یہی بات موعود نہیں ہو سکتے تو پھر ملتانوں سے اس متابعت لغیضین کی توقع کرنی محال ہے۔

۱ یعنی ان دلائل سے قطع نظر کہ تھوڑی دیر کے لئے اگر ان بھی ایسا جائے کہ آپ عود بائیں اہل کتاب کے قبلہ کی متابعت نزول وحی اور علم یقینی کے خلاف کر بھی لیں تو اس تقدیر حال پر بیشک آپ بھی بے انصافوں میں شمار ہوں اور یہی سے راہ شریعت کسی حق علم میں تو معلوم ہو گیا کہ قبلہ اہل کتاب کی متابعت آپ سے ہرگز ممکن نہیں کہ سر اسر علم کے خلاف نبی جہل اور گمراہی ہے۔

۲ یعنی اگر تم کو یہ خیال ہو کہ کاش کعبہ کا مسلمانوں کے لئے قبلہ ہونا اہل کتاب بھی کسی طرح تسلیم کر لیں اور دوسرے لوگوں کو شیعہ بنائے نہ پھریں تو میرے نبی موعود ہونے میں خلیان باقی نہ رہے تو جان لو کہ اہل کتاب کو تمہارا بہت پورا علم ہے آپ کے نسب و قبیلہ و مولد و نسب و صورت و شکل و اوصاف و احوال سب کو جانتے ہیں جس کی وجہ سے ان کو آپ کا علم اور آپ کے نبی موعود ہونے کا ایسا یقین ہے جیسا بہت سے لوگوں میں اپنے بیٹوں کو بلا تامل و تردد پہچانتے ہیں لیکن اس امر کو بعض تو ظاہر کرتے ہیں اور بعض دیر و دو دانستہ حرق کو چھپاتے ہیں لیکن ان کے چھپانے سے کیا ہوتا ہے حق بات تو وہی ہے جو اللہ کی طرف سے ہوا اہل کتاب مانیں یا نہ مانیں ان کی مخالفت سے کئی حکم کا تردد دست کر دو۔

۳ یعنی اللہ نے ہر ایک امت کے لئے ایک ایک قبلہ کا حکم فرمایا جس کی طرف بوقت عبادت اپنا منہ کیا کریں یا ہر ایک قوم مسلمان کعبہ سے بخدا شامت میں واقع ہے کوئی مشرق میں کوئی مغرب میں سو اس میں جھگڑنا فضول اور اپنے قبلہ یا اپنی سمت پر ضد کا عیبت ہے جو نیکیاں مقصود و مطلوب ہیں ان کی طرف البتہ پیش قدمی کرو اور اس بحث کو چھوڑ دو جس جگہ اور جس قبلہ اور جس سمت کعبہ کی طرف تم ہو گے لا ینک تم سب کو اللہ میدان شمشیر اور تہماری نمازیں ایسی بھی جائیں گی گویا ایک ہی جہت کی طرف ہوئی ہیں پھر ایسی بات میں یوں جھگڑتے ہو۔

۴ تحویل قبلہ کا حکم مکرر کر رہا تو اس واسطے بیان فرمایا کہ اس کی علل متعدد تھیں تو ہر علت کو بتلانے کے لئے اس حکم کا اعادہ فرمایا قد نزل انقلاب وجہات الخ سے معلوم ہوا کہ اپنے رسول کی رضا جوئی اور اظہار تکریم کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا اور کل وجہ ہو لیہا سے معلوم ہوا کہ عادت اللہ نبی ہے کہ ہر امت اور ہر ایک رسول صاحب شریعت مستقل کے لئے اس کے مناسب ایک قبلہ مقرر ہونا چاہیے اور لئلا کیوں للناس علیک وجہ سے معلوم ہوا کہ علم مذکور کی علت یہ تھی کہ مخالف کا الزام عائد نہ ہو سکے یا اس نکرار کی یہ وجہ ہے کہ اول تو قبلہ قابل اہتمام دوسرے احکام الہیہ میں نسخ ہونا تو فوٹوں کی سمجھ سے باہر ہے تحویل قبلہ لا نسخ ہے جو شریعت محمدی یا

وَاخْشَوْنِي وَلَا تَمْنَعْنِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝۱۵۰
 اور مجھ سے ڈرو اور اس واسطے کہ کامل کروں تم پر فضل اپنا اور تاکہ تم پادراہ سیدھی ۱۵۰ جیسا کہ
ارْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ۝۱۵۱
 بھیجا ہم نے تم میں رسول تم ہی میں کا پڑھتا ہے تمہارے آگے آیتیں ہماری اور پاک کرتا ہے تم کو اور سکھاتا ہے تم کو کتاب اور اس کے اسرار اور سکھاتا ہے تم کو جو تم نہ جانتے تھے ۱۵۱
فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُون ۝۱۵۲
 سو تم یاد رکھو مجھ کو میں یاد رکھوں تم کو اور احسان مانو میرا اور ناشکری مت کرو ۱۵۲
اٰمِنُوْا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۱۵۳
 مسلمانو مددو صبر اور نماز سے بیشک اللہ ممبر کرو نبیوں کے ساتھ ہے ۱۵۳
وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاوْا ۝۱۵۴
 اور نہ کہو ان کو جو مارے گئے خدا کی راہ میں کہ مرے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں ۱۵۴
لٰكِنْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۱۵۵
 لیکن تم کو خبر نہیں ۱۵۵ اور البتہ ہم آزمائیں گے تم کو تھوڑے سے ڈرے اور بھوک سے اور نقصان کو
مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ الشَّرَکِ وَبِشِّرِ الصّٰدِقِيْنَ ۝۱۵۶
 مالوں کے اور جانوں کے اور بیویوں کے ۱۵۶ اور خوشخبری دے ان ممبر کرو نبیوں کو کہ
اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝۱۵۷
 جب پہنچے ان کو کچھ مصیبت تو کہیں ہم تو اللہ ہی کا مال ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانا چاہتے ہیں ۱۵۷
اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلٰوةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَّاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝۱۵۸
 ایسے ہی لوگوں پر عنایتیں ہیں اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی ہیں سیدھی راہ پر ۱۵۸ بیشک صفا اور مردہ
 نشانیاں ہیں سے ہیں اللہ کی ۱۵۸ سو جو کوئی

منزل ۱
 ظاہر ہوا اس لئے اس کی تاکید و تاکید میں حکمت و بلاغت ہے یا یہ وجہ ہے کہ اول آیت میں تقسیم احوال اور دوسری آیت میں تقسیم اکنہ اور تیسری میں تقسیم ازمہ مراد ہے۔
فوائد صفحہ ۲۹ یعنی کعبہ و منکر کے حکم اس واسطے ہوا کہ تو بیت میں مذکور ہے کہ حضرت ابراہیم کا قبلہ خدا کعبہ سے اور نبی آخر الزماں کو بھی اسی کی طرف منہ چھپانے کا حکم ہو جائیگا تو آپ کو تحویل الی الکعبہ کا حکم نہ ہونا تو یہ وضو الزام لگانے اور ہر شکر بن کر کہنے کہ حضرت ابراہیم کا قبلہ کعبہ تھا یہی امت ابراہیمی کا دعویٰ کر کے پھر قیام میں خلاف کیوں کرتے ہیں تو اب دونوں کو سمجھانے کا حق نہ رہا مگر بے انصاف اب بھی کچھ نہ کچھ الزام لگائے گی یہاں تک کہ شرا قریش کہیں گے کہ ان کو ہمارے قبلہ کا حق ہوا اب معلوم ہوا تو اس کو اختیار کیا اسی طرح ہر جملے اور حکم بھی رفتہ رفتہ منظر کر لیں گے اور یہ وہ کہیں گے کہ ہمارے قبلہ کی مخالفت ظاہر ہونے تو تسلیم کر لینے کے بعد محض حسد و نفسانیت کے باعث اپنی رائے سے اس کو چھوڑ دیا تو ایسے بے انصافوں کے اعتراض کی کچھ پرواہ مت کرو اور ہمارے حکم کے تابع رہو۔
۱ یعنی یہ قبلہ تم نے تمہارے لئے اس واسطے مقرر فرمایا کہ جنوں کے ظمن سے پھر اور اس کے سبب ہمارے انعام و اکرام و برکات و انوار اور ہدایت پورے سختی ہو۔
۲ یعنی یہ اتمام نعمت اور تکمیل ہدایت تم پر ایسی ہوئی جیسی ابتدا میں تم پر یہ اتمام نعمت و ہدایت ہو چکی ہے کہ تم میں ہی سے ایک رسول ایسا بھیجا جو تم کو حکام مخلد و مدی بچھائے اور تم کو بری باتوں سے پاک کرے یعنی علما اور علما تم کو کامل بنائے۔
۳ جب ہماری طرف سے تم پر اتمام نعمت کر رہا ہو چکا تو اب تم کو لازم ہے کہ تم کو زبان سے ملے کہ تم سے کفر سے ہر طرح سے یاد کرو اور اطاعت کر دو تم کو یاد کرے یعنی نبی نبی رحمتیں اور عنایتیں تم پر ہوتی ہیں اور (باقی صفحہ ۳۰)

مکہ فے تعجب کیا کہ تمام عالم کا معبود اور سب کا کام بنانے والا ایک کیسے ہو سکتا ہے اور اس کی دلیل کیا ہے اس پر آیت اِنّٰی فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ اِیّٰی نَازِلٌ ہُوّی اور اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانیاں بیان فرمائیں۔

فل یعنی آسمان کے اس قدر وسیع اور اونچا اور بے ستون پیدا کرنے میں اور زمین کے اتنی وسیع اور مضبوط پیدا کرنے اور اُس کے پانی پر پھیلانے میں اور رات اور دن کے بدلتے رہنا اور ان کے گھٹنا فوارہ بڑھانے میں اور کشتیوں کے دریا میں چلنے میں اور آسمان سے پانی برسانے اور اُس سے زمین کو مکرر سبز و تر و تازہ کرنے میں اور حیل و برائیاں میں اُس سے تو اُلد و نسل نسل و نسل و نسل میں اور جہات مختلفہ سے ہواؤں کے چلانے میں اور بادلوں کو آسمان اور زمین میں خلق کرنے میں دلائل عظیمہ و درکشیر وہیں حق تعالیٰ کی وحدانیت اور اُس کی قدرت اور حکمت اور رحمت پر ان کے لئے جو صاحب عقل اور فکر ہیں۔
فائدہ لا الہ الاکھو میں توحید ذات کا اور التوحید الحقیقی میں توحید صفات کا ثبوت تھا اور ان فی خلق نہیں تو حیل و برائیاں کا ثبوت ہوا جس کو مشرکین کے شہادت بالکفر میں دفع ہو گئے۔
ف یعنی آدمیوں میں جو کہ شہور عقل میں جہنم خلوقات سے افضل ہیں، بعض ایسے بھی ہیں کہ وجود و دلائل ظاہرہ سابقہ کے پھر غیر اللہ کو حق تعالیٰ کا شریک اور اُس کے برابر بناتے ہیں۔

ف یعنی صرف اقوال اعمال جزیرہ ہی میں ان کو اللہ تعالیٰ کے برابر نہیں مانتے بلکہ محبت قلبی جو کہ صدور و اعمال کی اصل ہے اس تک شرک اور مساوات کی نوبت پہنچا بھی ہے جو شرک کا اعلیٰ درجہ ہے اور شرک فی الاعمال اُس کا خام اور تابع ہے۔

ف یعنی مشرکین کو جو اپنے معبودوں سے محبت ہے مومنین کو اپنے اللہ سے اُس سے بھی بہت زیادہ اور اُس کا حکم محبت ہے کیونکہ معصائب و دنیا میں مشرکین کی محبت بسا اوقات نازل ہو جاتی ہے اور عذاب آخرت دیکھ کر تو بالکل تیزی اور بیزاری ظاہر کریں گے جیسا اگلی آیت میں آتا ہے بخلاف مومنین کے کہ ان کی محبت اپنے اللہ کے ساتھ ہر ایک رنج و راحت، مرض و صحت و دنیا و آخرت میں برابر باقی اور پابدار رہتے والی ہے اور نیز اہل ایمان کو جو اللہ سے محبت ہے وہ اس محبت سے کبھی بہت زیادہ ہے جو محبت کہ اہل ایمان ماسوی اللہ یعنی انبیاء و اولیاء و ملائکہ و عباد و علمایا اپنے آباء و اجداد اور اولاد و اہل و عیال سے رکھتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ سے تو اس کی عظمت شان کے موافق بالاموال اور بالاستقلال محبت رکھتے ہیں اور اوروں سے بالواسطہ اور حق تعالیٰ کے حکم کے موافق ہر ایک کے اندازہ کے مطابق محبت رکھتے ہیں۔
 ”گر فرق مراتب نہ کنی ز ندیغی“

خدا اور غیر خدا کو محبت میں برابر کر دینا خواہ وہ کوئی مومنین کا کام ہے **وہ** یعنی جن ظالموں نے خدا کے لئے شریک بنائے اگر وہ اُس لئے والے وقت کو دیکھیں کہ جس وقت اُن کو عذاب الہی کا مشاہدہ ہوگا کہ زور سارا اللہ ہی کے لئے ہے عذاب خداوندی سے کوئی نہیں بچا سکتا اور اللہ کا عذاب سخت ہے تو ہرگز اللہ کی عبادت کو چھوڑ کر دوسروں کی طرف توجہ نہ ہوں اور نہ اُن سے امید منتفع رکھیں۔

ف یعنی وہ وقت ایسا ہوگا کہ بیزار ہو جائیں گے تنوع اپنے تابعداروں سے اور بت پرست اور بتوں میں کوئی علاقہ باقی نہ رہیگا ایک دوسرے کا دشمن ہو جائے گا عذاب الہی دیکھ کر۔
ف اور مشرکین اس وقت کہیں گے کہ اگر کسی طرح ہم کو پھر دنیا میں ٹو جانا نصیب ہو تو ہم بھی اُن سے اپنا انتقام لیں اور جیسا آج ہم سے خدا ہو گئے ہم بھی ان کو جواب دے کر خدا ہو جائیں لیکن اس اندوخال سے بجز افسوس کچھ نہ ہوگا۔

وہ یعنی جیسے مشرکین کو عذاب الہی اور اپنے معبودوں کی بیزاری دیکھ کر سخت حسرت ہوگی اسی طرح پر ان کے جملہ اعمال کو حق تعالیٰ ان کے لئے موجب حسرت بنائے گا کیونکہ حج و عمرہ اور صدقات و خیرات جو اچھی باتیں تھیں ہو گئی وہ سب تو بسبب شرک مروجہ ہو جائیں گی اور شرک گناہ جس قدر کہے ہو گئے اُن کا بدلہ عذاب ملے گا تو اب اُن کے بھلاؤ برے اعمال سب کے سب موجب حسرت ہو گئے کسی عمل سے کچھ

ف اہل عرب بت پرستی کرتے تھے اور بتوں کے نام پر ساند بھی چھوڑتے تھے اور ان جانوروں سے منع اٹھا کر حرام سمجھتے تھے اور یہ بھی ایک طرح کا شرک ہے کیونکہ تخلیل و تجزیم کا منصب اللہ کے سوا کسی کو نہیں اس بارہ میں کسی کی بات مانتی گویا اُس کو اللہ کا شریک بنانا ہے اس لئے پہلی آیات میں شرک کی خرابی بیان فرما کر اب تجزیم حلال سے ممانعت کی جاتی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو کچھ زمین میں پیدا ہوتا ہے اس میں سے کھاؤ بشرطیکہ وہ شرعاً حلال و طیب ہو نہ تو فی نفسہ حرام ہو جیسے مردار و خنزیر اور ما اہل بہ لغیر اللہ (جن جانوروں پر اللہ کے سوا کسی کا نام نہ پکارا جائے) اور اسکی قربت قصود ان جانوروں کے نہ ہو جو اور مردہ کی امر ماضی سے اس میں حرمت آگئی ہو جیسے غصب اجوری شہوت مردہ کا مال کہ ان سبے اجتناب ضروری ہے اور شیطان کی پیروی نہ کر دیکھ جس کو چاہا حرام کر لیا جیسے بتوں کے نام کے ساند وغیرہ اور جس کو چاہا حلال کر لیا جیسے ما اہل بہ لغیر اللہ وغیرہ۔
ف یعنی مسئلہ اور حکام شرعیہ اپنی طرف سے بنا لیا کہ بہت سے مواقع میں دیکھا جاتا ہے کہ مسائل جزیریہ سے گذر کر امور متفقہ و بتک نصوص شرعیہ کو چھوڑ کر اپنی طرف سے احکام تراشے جاتے ہیں اور نصوص قطعیہ اور اقوال سلف کی تحریف اور تنبیط کرتے ہیں۔

وَبَكِّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيْحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ

اور پھیلانے اس میں سب قسم کے جانور اور ہواؤں کے بدلنے میں اور باد میں جو کہ تابعدار ہے اُس کے

بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا يَتَّبِعُ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٣٢﴾ وَمِنَ النَّاسِ

حکم کا درمیان آسمان و زمین کے بیشک ان سب چیزوں میں نشانیاں ہیں عقل مند کے لئے ول اور بعض لوگ وہ ہیں

مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ

جو بناتے ہیں اللہ کے برابر اور دل کو فتنہ ان کی محبت ایسی رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ کی **ف** اور ایمان والوں

آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَلَّا يَدْرُونَ الْعَذَابَ أَلَّا

کو اُس سے زیادہ تر ہے محبت اللہ کی **ف** اور اگر دیکھ لیں یہ ظالم اس وقت کو جب کہ دیکھیں گے عذاب کہ

الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ﴿٣٣﴾ اذْ تَبَرَّ الَّذِينَ اتَّبَعُوا

توہ ساری اللہ ہی کے لئے ہے اور یہ کہ اللہ کا عذاب سخت ہے **وہ** جبکہ بیزار ہو جائیں گے وہ کہیں کی

مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْمَسَابِغُ

پیڑی کی تھی اُن سے کہ جو اُن کے پیرو ہوئے تھے اور دیکھیں گے عذاب اور منقطع ہو جائیں گے اُن کے سب علاقہ **ف**

وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنْهُمْ

اور کہیں گے پیڑ کیا اچھا ہوتا جو ہم کو دنیا کی طرف لوٹ جانا مل جانا تو پھر ہم بھی بیزار ہو جاتے اُن سے جیسا کہ تم بیزار ہو گئے

كَذَلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِمُخْرِجِينَ

اسی طرح پر دکھائیگا اللہ ان کو ان کے کام حسرت دلانے کو اور وہ ہرگز نکلنے والے نہیں

مِنَ النَّارِ ﴿٣٤﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا

نار سے **ف** اے لوگو کھاؤ زمین کی چیزوں میں سے حلال پاکیزہ

وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴿٣٥﴾ إِنَّمَا

اور پیروی نہ کرو شیطان کی **ف** بیشک وہ تمہارا دشمن ہے صریح **وہ** تو

يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٣٦﴾

یہی حکم کرے گا تم کو کہ برے کام اور بے حیائی کرو اور جھوٹ لگاؤ **وہ** باتیں جن کو تم نہیں جانتے

و لایینی حق تعالیٰ کے احکام کے مقابل میں اپنے باپ دادا کا اتباع کرتے ہیں اور یہی شرک ہے چنانچہ بعض جہال مسلمان بھی ترک نکاح بیوگان وغیرہ رسوم باطلہ میں ایسی بات کہہ گزرتے ہیں اور بعض زبان گو نہ کہیں مگر عمل کردہ سے اُن کے ایسا ہی مترشح ہوتا ہے سو یہ بات اسلام کے خلاف ہے۔

و یعنی ان کا فرد کو راہ ہدایت کی طرف بلانا ایسا ہے جیسا کوئی جنگل کے جانوروں کو بلانے کہ وہ سولے آواز کے کچھ نہیں سمجھتے یہی حال ان گولن کا ہے جو خود علم نہ رکھیں اور نہ علم والوں کی بات قبول کریں۔

و یعنی یہ کفار کو باہر سے ہیں جو حق بات باطل نہیں سنتے گونگے ہیں جو حق بات نہیں سمجھتے اندھے ہیں جو راہ مستقیم نہیں دیکھتے سو وہ کچھ نہیں سمجھتے کیونکہ جب ان کے ہر سہ قویٰ مذکورہ فاسد ہو گئے تو تحصیل علم و فہم کی اب کیا صورت ہو سکتی ہے۔

و اہل طہیات کا حکم اور گندہ چکا تھا کیا ان مشرکین چونکہ شطان کی پیروی سے باز نہیں آتے اور احکام الہی انہی طرف سے بنا کر اللہ کے اور لگا تے ہیں اور اپنے رسوم باطلہ کا ہی کو نہیں چھوڑتے اور حق بات سمجھنے کی اُن میں گنجائش ہی نہیں تو اب اُن سے اعراض فرما کر خاص مسلمانوں کو اہل طہیات کا حکم فرمایا گیا اور اپنا انعام ظاہر کر کے اگلے شکار کا امر کیا گیا اس میں اہل ایمان کے مقبول اور مطیع ہونے کی جانب اور شرکین کے رد و دو معتب و نافرمان ہونے کی طرف اشارہ ہو گیا۔

و مہار وہ ہے کہ خود بخود مر جائے اور نہ کسی کی نوبت نہ آئے یا خلاف طریقہ شریعت عید اُس کو ذبح یا شکار کیا جائے مثلاً گلا گھونٹا جائے یا زندہ جانور کا کوئی عضو کاٹ لیا جائے یا لکڑی اور پتھر اور غلیل و بندوق سے مارا جائے۔

یا دوسرے گھر یا کسی جانور کے سینک مارنے سے مر جائے یا درندہ پھار ڈالے یا ذبح کے وقت قصداً تکبیر کو ترک کیا جائے کہ یہ سب مردار اور حرام ہیں البتہ دو جانور مردار حکم حدیث شریف اس عزت سے مستثنیٰ اور تم کو حلال ہیں بھلی اور ٹڈی۔

و لاذ اقول لہم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما افینا اور جب کوئی ان سے کہے کہ تم ابداری کرو اُس حکم کی جو کہ نازل فرمایا اللہ نے تو کہتے ہیں ہرگز نہیں تم تو ابداری کری گئے

علیہ اباؤنا و اولوکان اباؤہم لا یعقلون شیئا ولا یحسدون اُس کی جس پر دیکھا ہے اپنے باپ دادوں کو، بھلا کرچہ اُن کے باپ دادے نہ سمجھتے ہوں کچھ بھی اور نہ جانتے ہوں سیدھی راہ

ومثل الذین کفروا کمثل الذی ینعق بما لا یسمع الا دعاء ومثل انثالان کافرون کی ایسی ہے جیسے پکارے کوئی شخص ایک چیز کو جو کچھ نہ سنے سوا پکارنے

و نداء صم بکم عمنی فہم لا یعقلون ۱۵۰ یا ایہا الذین امنوا اور چلانے کے ہرے گونگے اندھے ہیں سو وہ کچھ نہیں سمجھتے و اے ایمان والو

کلوا من طیبات ما رزقناکم واشکروا للہ ان کنتم لایاہ کھاؤ پاکیزہ چیزیں جو روزی دی ہم نے تم کو اور شکر کرو اللہ کا اگر تم اسی کے

تعبدون ۱۵۱ انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر و بندے ہو و اُس نے تو تم پر یہی حرام کیا ہے مردہ جانور و اولہ و لحم اور گوشت سو کا کاف او

ما اھل بہ لغیر اللہ فمن اضطر غیر باغ و لا عادی فلا اثم جس جانور پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کسی کا و پھر جو کوئی بے اختیار ہو جائے نہ تو نافرمانی کرے اور نہ زیادتی تو اس پر کچھ گناہ

علیکم ان اللہ غفور رحیم ۱۵۲ ان الذین یکتبون ما انزل نہیں و بیشک اللہ بے پراختہ والا نہایت مہربان و اے لے شاک جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ نازل کی

اللہ من الکتب ویشترون بہ ثمنًا قلیلًا اولیک ما یاکلون اللہ نے کتاب و اور لیتے ہیں اُس پر تنخواہ اسامول و وہ نہیں بھرتے

فی بطونہم الا النار ولا یکلہم اللہ یوم القیمۃ ولا یرکبہم اپنے پیٹ میں مگر آگ و اور نہ بات کرے گا ان سے اللہ قیامت کے دن و اُن کو اور نہ پاک کرے گا ان کو

ولہم عذاب الیم ۱۵۳ اولیک الذین اشتروا الضلالتۃ بالہدی اور اُن کے لئے ہے عذاب دردناک و یہی ہیں جنہوں نے خریدی گراہی کو بدلے ہدایت کے

مذلل

۱ اور خون سے مردہ خون ہے جو رگوں سے بہتا ہے اور ذبح کے وقت نکلتا ہے اور جو خون کہ گوشت پر لگا رہتا ہے وہ حلال اور پاک ہے اگر گوشت کو بغیر دھوئے ہوئے پکا لیا جائے تو اس کا کھانا درست ہے۔ البتہ نظافت کے خلاف ہے اور کبھی اور تلی کہ خون نجد میں حکم حدیث شریف حلال ہیں۔

۱ اور خنزیر زندہ ہو یا مردہ یا قاعدہ شریعت کے موافق ذبح کر لیا جائے ہر حال میں حرام ہے اور اس کے تمام اجزاء گوشت پوست چربی تان بال بڈی پٹھانا ناک اور ان سے نفع اٹھانا اور کسی کام میں لانا حرام ہے۔ اس موقع پر جو کچھ کھانے کی چیزوں کا ذکر ہے اس لئے فقط گوشت کا حکم بتلایا گیا مگر اس پر سب کا اجماع ہے کہ خنزیر جو کہ بغیر ذبی اور حیوانی اور حرس اور رغبت الی الخیاسات میں سب جانوروں میں بڑھا ہوا ہے اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی نسبت فائدہ رحمن فرمایا بلا شک نجس یعنی ہے نہ اس کا کوئی جزو پاک اور نہ کسی قسم کا منتقل اس سے جائز جو لوگ شریعت اس کو کھاتے ہیں اور اس کے اجزاء کو نفع اٹھاتے ہیں اُن تک میں اوصاف مذکورہ واضح طور پر شاہدہ ہوتے ہیں۔

۱ ما اھل بہ لغیر اللہ کا یہ مطلب ہے کہ ان جانوروں پر اللہ کے سوا بت وغیرہ کا نام پکارا جائے یعنی اللہ کے سوا کسی بت یا جن یا کسی روح غیبی یا پیر یا پیغمبر کے نام ذکر کر کے اور اس جانور کی جان اُن کی مذکر کر کے ان کے تقرب یا رضا جوئی کی نیت سے ذبح کیا جائے اور محض ان کی خوشنودی کی غرض سے اس کی جان نکالنی مقصود ہو کہ ان سب جانوروں کا کھانا حرام ہے جو بوقت ذبح تکبیر پڑھی ہو اور اللہ کا نام لیا ہو کیونکہ جان کو جان آفریں کے سوا کسی دوسرے کے لئے نذر و نیاز کرنا ہرگز درست نہیں اس لئے جس جانور کی جان غیر اللہ کی نذری جائے تو اس کی خباثت مردار کی خباثت سے بھی بڑھ جاتی ہے کیونکہ مردار میں تو یہی خرابی تھی کہ اُس کی جان اللہ کے نام نہیں نکلی اور اُس کی جان کو غیر اللہ کے نام ذکر کر دی گئی جو عین شرک ہے سو جیسے خنزیر اور کتے پر بوقت ذبح تکبیر کہنے سے حلت نہیں آ سکتی اور مردار پر اللہ کا نام لینے سے کوئی نفع نہیں ہو سکتا ایسے ہی جس جانور کی جان غیر اللہ کی نذر اور اُن کے نام ذکر کر دی ہو اُس پر ذبح کے وقت نام الہی لینے سے ہرگز ہرگز کوئی نفع اور حلت اس میں

نہیں آ سکتی البتہ اگر غیر اللہ کے نام ذکر کرنے کے بعد اپنی نیت سے ہی توبہ اور رجوع کر کے ذبح کر لیا تو اس کے حلال ہونے میں کوئی شبہ نہیں علمائے فقہ فرمادی ہے کہ اگر کسی بادشاہ کے آگے پراس کی تعظیم کی نیت جانور ذبح کیا جائے یا کسی جن کی اذیت پہنچنے کے لئے اس کے نام کا جانور ذبح کیا جائے یا توپ چلنے یا بیٹوں کے پڑاؤ کے کہنے کے لئے بطور جھینٹ جانور ذبح کیا جائے تو وہ جانور باطل مردار اور حرام اور مکہر کے اگرچہ ذبح کے وقت خدا کا نام لیا جائے۔ حدیث شریف میں آیا ہے لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ یعنی جو غیر اللہ کے تقرب اور تعظیم کی نیت سے جانور ذبح کرے اس پر اللہ کی لعنت ہے ذبح کے وقت اللہ کا نام پاک لے بانے البتہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ جانور کو اللہ کے نام پر ذبح کر کے فقرا کو کھلائے اور اس کا ثواب کسی قریب یا پیار و بزرگ کو پہنچا دے یا کسی مردہ کی طرف سے قربانی کر کے اس کا ثواب ہکودینا چاہے کیونکہ ذبح غیر اللہ کے ہرگز نہیں بعض اپنی بخلی سے یہ جیلہ ایسے موقع میں بیان کرتے ہیں کہ بیڑوں کی نیاز وغیرہ میں ہم کو تو یہی مقصود ہوتا ہے کہ کھانا پکا کر وہ کہ نام سے صدقہ کر دیا جائے تو اول تو خوب سمجھ لیں کہ اللہ کے سامنے جھوٹے حیلوں سے بچر حضرت کوئی نفع حاصل نہیں ہو سکتا، دوسرے ان سے پوچھا جائے کہ جس جانور کی تم نے غیر خدا کے لئے نذر دانی ہے اگر اسی قدر گوشت اس جانور کے عوض خرید کر اور پکا کر فقروں کو کھلا دو تو تمہارے نزدیک بے شکلے وہ نذر دانا ہو جاتی ہے یا نہیں اگر نذر نامل تم اس کو کر سکتے ہو اور اپنی نذر میں کسی قسم کا خلل تمہارے دل میں نہیں رہتا تو تم سچے ورنہ تم جھوٹے اور تمہارا فیصل شرک اور وہ جانور مردار اور حرام۔

فائدہ یہاں پیش ہوتا ہے کہ آیت میں حکم حرمت کو اشیاء زانیہ صغیرہ

بقیہ فوائد صفحہ ۳۲۔ مذکورہ میں مختصر کے بیان فرمایا ہے جس کا مطلب یہ سمجھا جاتا ہے کہ اشیائے مذکورہ کے سوا کوئی جانور حرام نہیں حالانکہ جملہ درندے اور گدھا اور کتا وغیرہ سب کا کھانا حرام ہے اس کا جواب ایک نوبہ ہے کہ اس حصہ سے حکم حرمت کو اشیائے مذکورہ میں مختصر کرنا ہرگز مراد نہیں کہ کسی کو اعتراض کی گنجائش ہو بلکہ حکم حرمت کو صحت و صداقت کے ساتھ مخصوص فرما کر اس حکم کی جانب مخالف کا بطلان منظور ہے یعنی بس بات یہی ہے کہ یہ چیزیں اللہ پاک نے تم پر حرام فرمادیں اس میں دوسرا احتمال ہی نہیں یعنی ان کا حلال سمجھنا بالکل باطل اور غلط ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ حکم حرمت کو اشیائے مذکورہ ہی میں مختصر مانا جائے مگر اس حصہ کو اضافی یعنی خاص انہی چیزوں کے لیے لیا ہے تسلیم کیا جائے جن کو شرکین نے اپنی طرف سے حرام کر لیا تھا جیسے بھیرہ اور سانپ وغیرہ جن کا ذکر آئندہ آئیگا مطلب یہ ہوا کہ ہم نے تو تم پر فقط میتہ اور خنزیر وغیرہ کو حرام کیا تھا مگر جو سانپ وغیرہ کی تحریم اور تنظیم کے قائل ہو محض تمہارا افتراء ہو باقی رہے درندے اور وحشیہ جانور ان کے حرام ہونے میں شرکین بھی نزاع نہ کرتے تھے یہی مختصر انہی جانوروں کے لحاظ سے ہے جن کو شرکین نے خلاف حکم الہی اپنی طرف سے حرام ٹھہرا لیا تھا تمام جانوں کے جانوروں سے اس کو کیا تعلق جو اعتراض مذکور کی نوبت آئے۔

۱۱۔ یعنی اشیائے مذکورہ حرام ہیں لیکن جب کوئی بھوک سے مرنے لگے تو اس کو لاپاری کی حالت میں کھالینے کی اجازت ہے بشرطیکہ نافرائی اور زیادتی نہ کرے نافرائی یہ کہ مثلاً نوبت اضطراب کی نہ پہنچے اور کھانے لگے اور زیادتی یہ کہ قدر ضرورت نامذخوب پیٹ بھر کر کھالے پس اتنا ہی کھائے جس سے مرے نہیں۔

۱۲۔ یعنی اللہ پاک تو بڑا بخشنے والا ہے بندوں کے ہر قسم کے گناہوں کو بخش دیتا ہے پھر ایسے لاپار اور مضطر کی بخشش کیسے نہ فرمائیگا اور اپنے بندوں پر بڑا ہی حیران ہے کہ مجبوری کی حالت میں صاف اجازت دے دی کہ جس طرح بن پڑے اپنی جان بچا لو اصل حکم ممانعت کا لاپاری کی حالت میں تم پر سے اٹھالیا گیا اور نہ اس مالک الملک کا حق تھا کہ فرادیتا تمہاری جان جائے یا رہے مگر ہمارے حکم کے خلاف ہرگز نہ کرنا۔ ایک خطباجا یہاں یہ بھی ہوتا تھا کہ بھوک سے مرنے والے مضطر بدحواس کو یہ اندازہ کرنا کہ اتنے لقوں سے سدوق ہو جائیگا اور اس سے زائد ایک قہر نہ کھائے محال نہیں تو دشوار تو بہت ہے اس لئے اللہ تعالیٰ رحمۃً ورحیمۃً فرما کر اس میں سہولت کر دی۔

۱۳۔ یعنی اللہ نے جو کتاب آسمانی میں حلال و حرام کا حکم بھیجا ہو دینے اُس کو چھپایا اور اپنی طرف سے بڑھا یا کھٹایا حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں مذکور ہو چکا ایسے ہی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات جو اس میں لکھی تھیں اُن کو بھی چھپاتے اور بدلتے تھے اور یہ دونوں سخت گناہ ہیں کیونکہ اُن کا مطلب اور نتیجہ یہ ہے کہ ہدایت اور طریقہ حق کسی کو نصیب نہ ہو، سب گمراہ ہیں حالانکہ حق تعالیٰ نے تو کتاب اور رسول کو ہدایت خلق کے لئے بھیجا تھا سو انہوں نے خدا کے بھی خلاف کیا اور خلق اللہ کو بھی جاہل اور گمراہ بنانا چاہا۔

۱۴۔ یعنی اللہ کی نافرائی اور خلق اللہ کی گمراہی پر بس نہیں کی بلکہ امتی کی شے کے عوض میں جن کو گمراہ کرتے تھے اُن سے اثنا عشرتوں میں مال بھی لیتے تھے جس کا نام ہدیہ اور نذرانہ اور شکرانہ کہ چھوڑا تھا اس لاکہ یہ حرام خوری ذرا اور خنزیر کے کھانے سے بھی بدتر ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ایسی حرکات ضعیفہ کی سزا بھی سخت ہوگی جس کو آگے بتلایا جاتا ہے۔

۱۵۔ یعنی کو ظاہر نظر میں اُن کو وہ مال نذرانہ وغیرہ معلوم ہو رہا ہے جو حقیقت میں وہ آگے جس کو خوش ہو کر اپنے پیٹ میں بھر رہے ہیں جیسا طحا الذین ہر قاتل ملا ہوا ہو کہ کھاتے وقت لذت معلوم ہوتی ہے اور پیٹ میں جا کر آگ لگا دے۔

۱۶۔ اس میں یہ شبہ کسی کو ہو سکتا ہے کہ دیگر آیات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ جناب باری قیامت کو اُن سے خطاب فرمائے گا سو کلام مذکور کے کا مطلب یہ کہ لطف و رحمت کے ساتھ اُن سے کلام نہ کیا جائے گا اور بطور تحریف و تزیل و تمہید و وعید جناب باری اُن سے کلام کرے گا جس سے ان کو سخت صدمہ اور غم ہو گا یا یوں کہیں کہ بلا واسطہ اُن سے کلام نہ کیا جائیگا اور کلام کرنے کا جو ذکر ہے وہ لاکہ عذاب کی وساطت سے ہوگا۔

۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳

بقیہ اندر صفحہ ۳۲۔ وجہ یہ ہے کہ اللہ نے جو کتاب سچی نازل فرمائی انہوں نے اس کے خلاف کیا اور طرح طرح کے اختلاف اس میں ڈالے اور خلاف اور دشمنی میں دُور جا پڑے یعنی بڑا خلاف کیا، یا طریقہ حق سے دُور ہو کر ایک صورت دیکھی ہے کہ ان کا صابر علی النامہ یا جو تکدیری البطلان نظر آتا تھا اس نے لفظ ذلک سے انحراف کیا اس کے جواب کی طرف اشارہ فرما دیا فافهم۔ جب آیات سابقہ اپنی برائی میں نہیں تو یہود و نصاریٰ کہنے لگے کہ ہم میں تو بہت سے اسباب و آثار ہدایت و مغفرت موجود ہیں ایک کلمہ بات یہی ہے کہ ہم جس قبلہ کی طرف منہ کرنے کے کامور ہیں اس کی طرف توجہ ہو کر نماز جو افضل عبادت اس سے کو اللہ کے حکم کے موافق ادا کرتے ہیں پھر ان غریبوں اور عذاب کے ہم کیسے تھی ہو سکتے ہیں اس خیال کی تزیین فرمایا جاتا ہے کہ بڑی نیکی و مغفرت و ہدایت کیلئے کافی ہو نہیں سکتے کہ تم صرف اپنا منہ نماز میں مشرق یا مغرب کی طرف کر لیا کرو اور عقائد و اعمال ضروریہ کی پروا بھی نہ کرو۔

اور انبیاء پر دل سے ایمان لائے اور ان پر یقین کرے اور باوجود محبت اور رغبت کے اپنے مال کو علاوہ رکاوٹ کے قریبوں اور غریبوں اور مسافروں اور سائلوں کو جو محتاج ہوں بے اور گریں چھڑے نہیں یعنی مسلمان جن کو کفار نے ظلماً قید کر لیا ہو اس کی رہائی میں یا مقروض کو قرض خواہ سے چھڑانے میں یا غلام کو آزاد کرنے میں یا غلام کو غلامی والے میں مال دیوے اور نماز کو خوب دستی کے ساتھ پڑھے اور چاندی اور سونے اور نیکو اعمال تجارت میں نہ رکاوٹ دے اور اپنے عہد و قرار کو پورا کرے اور قزوفا و فساد پر ماری اور نیکو و رخصت کی حالت میں صبر و تقال سے رہے اور یہود و نصاریٰ جو حکمران عقائد و اعمال و اخلاق میں فاسد اور ناقص تھے اور طرح طرح سے ان میں خلل اندازی کرتے تھے جیسا کہ آیات قرآنی میں اس کا ذکر ہے تو اب یہود و نصاریٰ کا صبر اپنے استقبال قبلہ پر ناز کرنا اور اپنے آپ کو طریق ہدایت پر قائم سمجھنا اور متقی سمجھنا یہودہ خیال و تباہی و فساد ان عقائد اور اخلاق و اعمال پر قائم نہ ہونگے جو اس آئینہ میں ناقص مذکور ہیں صرف استقبال قبلہ سے نہ ہدایت نصیب ہو سکتی ہے نہ عذاب الہی سے نجات مل سکتی ہے۔

۱۰ یعنی جو لوگ اعتقادات و اخلاق و اعمال مذکورہ کے ساتھ متصف ہیں وہی لوگ سچے ہیں اعتقادات اور ایمان اور دین میں یا اپنے قول و فعل میں اور وہی لوگ سچے ہوں گا اور متقی ہیں اپنے اخلاق اور اعمال میں یا سچے والے ہیں گناہ اور برائی باتوں سے یا عذاب الہی سے اہل کتاب کہ جن کو ان خوبوں میں سے ایک بھی میر نہیں ان کا اپنی نسبت ایسا خیال کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے۔

۱۱ زمانہ جاہلیت میں یہود اور اہل عرب نے یہ تصور کر رکھا تھا کہ شریف نسب لوگوں کے غلام کے بدلے رذیل لوگوں کے آزاد اور عورت کے بدلے مرد کو اور ایک آزاد کے بدلے دو کو قصاص میں قتل کرتے تھے حق تعالیٰ نے اس آیت میں حکم دیا کہ اے ایمان والو! ہم نے تم پر متعین میں برابری اور مساوات کو فرض کر دیا قصاص کے معنی لغت میں برابری اور مساوات کے ہیں تم نے جو یہ تصور نکالا ہے کہ شریف اور رذیل میں امتیاز کرتے ہو یہ لغو ہے جائز نہیں کی برابری میں غریب ہو یا امیر شریف ہو یا رذیل عالم و فاضل ہو یا جاہل و جاہل ہو یا بوگھا اور سچے ستر درست ہو یا بیمار و قریب المرگ صحیح الاغصا ہو یا اندھا لنگلا۔

۱۲ فائدہ پہلی آیت میں بھی اور دوسرے ہوں مذکور تھے جن پر مدار ہدایت و مغفرت تھا اور اس طرف بھی اشارہ تھا کہ اہل کتاب ان خوبوں سے بے بہرہ ہیں اور بالشریح فرمایا تھا کہ دین میں سچا اور متقی دین ان خوبوں کے کوئی نہیں ہو سکتا تو اب اہل اسلام کے سوانہ اہل کتاب اس کے صداق بن سکتے ہیں جہاں عرب، اس نے اب سے اعراض فرما کر خاص اہل ایمان کو مخاطب بنا دیا جاتا ہے اور یہی اور دوسرے مختلف فروع عبادات جانی و مالی اور معاملات مختلفان کو بتلاتے ہیں کہ ان فروع کو وہی کر سکتا ہے جو اصول مذکورہ سابقہ پر چلتے ہو گیا اور لوگ اس خطاب کے قابل بھی نہ سمجھے گئے جو ان کو سخت عار کا باعث ہونا چاہیے اب جو احکام فروعی یا تفصیل بیان کئے جاتے ہیں حقیقت تو ان سے اہل ایمان کی ہدایت و تعلیم مقصود ہے مگر بعض اگلیں صاف کہیں تعریفاً دوسروں کی خرابی پر بھی متنبہ کیا جائے گا مثلاً کتب علیکم القصاص فی القتلی میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ یہود و غیرہ نے جو قصاص میں سستی

کر لیا ہے بیان کا ایجاد بے بنیاد خلاف حکم الہی ہے جس سے ظاہر ہو گیا کہ اصول فرمودہ صالحین سے ذائقہ ایمان بالکتاب صحیح طور سے حاصل ہے نہ ایمان بالانبیاء نہ عہد خداوندی کو انہوں نے وفا کیا اور نہ سچی اور مصیبت کی حالت میں انہوں نے صبر سے کام لیا ورنہ پسے کسی عزیز و قریب کے مقتول ہو جانے پر اس قدر بے رحمی اور فسادیت نہ کرنے کے فرمان خداوندی اور شاواں انبیاء اور حکم کتاب سب کو چھوڑ کر اپنا پل کو قتل کرنے کا حکم دیتے۔

۱۳ یہ توضیح ہے اس برابری کی جس کا حکم ہوا مطلب یہ ہے کہ مرد آزاد کے قصاص میں صرف وہی ایک آزاد مقل کیا جا سکتا ہے جو اس کا قاتل ہے یہ نہیں کہ ایک کے عوض قاتل کے قبلہ سے کیسے یا اتفاق و دو کو یا زیادہ کو قتل کرنے لگو۔

۱۴ یعنی یہی پر غلام کے بدلے میں وہی غلام قتل کیا جائے جو قاتل ہے یہ نہ ہو گا کہ کسی شریف کے غلام کے قصاص میں قاتل کو جو قتل کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ شریف النسب عورت کے قصاص میں رذیل عورت کو چھوڑ کر جو قاتل ہے کسی آزاد کو قتل کیا جائے۔

۱۵ یعنی ہر ایک عورت کے قصاص میں صرف وہی عورت قتل کی جا سکتی ہے جس نے اسکو قتل کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ شریف النسب عورت کے قصاص میں رذیل عورت کو چھوڑ کر جو قاتل ہے کسی مرد کو ان میں سے قتل کرنے لگیں۔ خلاصہ یہ ہوا کہ آزاد دوسرے آزاد کے اور غلام دوسرے غلام کے برابر ہے جو حکم قصاص میں مساوات چاہیے اور تعدی جو اہل کتاب اور جہاں عرب کرتے تھے ممنوع ہے۔

۱۶ فائدہ اب باقی رہا ہر ایک آزاد کو غلام یا مرد کسی عورت کو قتل کرنے کو قصاص یا جہانگاہ یا نہیں سو یہ آیت کریمہ اس سے نہایت ہے اور ائمہ کا اس میں اختلاف ہے امام ابوحنیفہ ایدان النفس بالنفس اور حدیث المسلمون تنکفون دماؤہم سے اس کے قاتل ہیں (باقی صفحہ ۳۵)

۱۷ یعنی یہی اور جہاں عرب کرتے تھے ممنوع ہے۔

۱۸ یعنی یہی اور جہاں عرب کرتے تھے ممنوع ہے۔

۱۹ یعنی یہی اور جہاں عرب کرتے تھے ممنوع ہے۔

۲۰ یعنی یہی اور جہاں عرب کرتے تھے ممنوع ہے۔

۲۱ یعنی یہی اور جہاں عرب کرتے تھے ممنوع ہے۔

۲۲ یعنی یہی اور جہاں عرب کرتے تھے ممنوع ہے۔

۲۳ یعنی یہی اور جہاں عرب کرتے تھے ممنوع ہے۔

۲۴ یعنی یہی اور جہاں عرب کرتے تھے ممنوع ہے۔

۲۵ یعنی یہی اور جہاں عرب کرتے تھے ممنوع ہے۔

۲۶ یعنی یہی اور جہاں عرب کرتے تھے ممنوع ہے۔

۲۷ یعنی یہی اور جہاں عرب کرتے تھے ممنوع ہے۔

۲۸ یعنی یہی اور جہاں عرب کرتے تھے ممنوع ہے۔

۲۹ یعنی یہی اور جہاں عرب کرتے تھے ممنوع ہے۔

۳۰ یعنی یہی اور جہاں عرب کرتے تھے ممنوع ہے۔

۳۱ یعنی یہی اور جہاں عرب کرتے تھے ممنوع ہے۔

۳۲ یعنی یہی اور جہاں عرب کرتے تھے ممنوع ہے۔

بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَّاءُ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِّن رَّدِّكُمْ

موافق دستور کے اور ادا کرنا چاہیے اس کو خوبی کے ساتھ ۱۰ یہ آسانی ہوئی تمہارے رب کی طرف سے

وَرَحْمَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللَّهِ إِنَّ عَذَابَ اللَّهِ لَئِيمٌ ۝۱۱ وَلَكُمْ

اور مہربانی ۱۱ پھر جو زیادتی کرے اس فیصلہ کے بعد تو اس کے لئے ہے عذاب دردناک ۱۱ اور تمہارے

فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يَاۤأَيُّهَا النَّبِيُّ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝۱۲ كُتِبَ

قصاص میں ۱۲ بڑی زندگی ہے اے عقلمندوں ۱۲ تاکہ تم بچتے رہو ۱۲ فرض کر دیا گیا

عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِن تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ

تم پر ۱۳ جب حاضر ہو کسی کو تم میں موت بشرطیکہ چھوڑے کچھ مال وصیت کرنا

لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُسْقِنِينَ ۝۱۴

۱۴ ماں باپ کے واسطے اور رشتہ داروں کے لئے انصاف کے ساتھ ۱۴ یہ حکم لازم ہے پرستیز گاروں پر ۱۴

فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَأَنشَأَ لَمَّةً عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ

پھر جو کوئی بدل ڈالے وصیت کو بعد اس کے جو سچ چکا تو اس کا گناہ انہی پر ہے جنہوں نے اس کو بدلا

إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝۱۵ فَمَنْ خَافَ مِنْ مَوْصٍ جَنَفًا أَوْ أَثْمًا

بیشک اللہ سنسنے والا جاننے والا ہے ۱۵ پھر جو کوئی خوف کرے وصیت کرنے والے سے طرفداری کا یا گناہ کا

فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا آثَمَ عَلَيْهِ ۝۱۶ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝۱۷ يَاۤأَيُّهَا

پھر ان میں باہم صلح کرادے ۱۶ تو اس پر کچھ گناہ نہیں ۱۶ بیشک اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے ۱۷ اے

الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ

ایمان والو ۱۷ فرض کیا گیا تم پر روزہ ۱۷ جیسے فرض کیا گیا تھا تم سے

مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝۱۸ أَيَا مَا مَعْدُودَاتِ فَمَنْ كَانَ

اگلوں پر ۱۸ تاکہ تم پرستیز کار ہو جاؤ ۱۸ چند روز ہیں گنتی کے ۱۸ پھر جو کوئی

مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ

تم میں سے بیمار ہو یا مسافر ۱۹ تو اس پر ان کی گنتی ہے اور دنوں سے ۱۹ اور جن کو

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

۳۱

۳۲

سَيَقُولُ ۚ

مراد فرماتے ہوئے ہیں ان کو ہرگز باہر نہ بھونا بلکہ ان کے قریب بھی نہ جانا یا یہ مطلب ہے کہ اپنی رے یا سچی حجت سے ان کی

تلاش اور ہمدردی کے سلسلے میں جو ہم نے بار بار کثرت و درست ملاحظہ ہوئے یہ قاعدہ

۲ یعنی جسے رات بھر میں بجا معیت کی اجازت دینی ایسا بھ رمضان کی رات میں تم کو کھانے اور پینے کی بھی اجازت ہے صبح صادق قلک۔
 ۳ یعنی روزے سے متصل رکھنے اس طرح پر کہ رات کو بھی افطار کی نوبت نہ آئے مگر وہ ہے۔
 ۴ روزہ اور دعا کا تعلق جو علم و بارہا صحت و حرمت مذکور ہوئے یہ قاعدے اللہ کے مقرر فرمائے ہوئے ہیں اُن کو ہم کرنا باہر نہیں ہونا بلکہ اُن کے قریب بھی نہ جاننا یا یہ مطلب ہے کہ اپنی رائے یا کسی حجت سے اُن میں

بقیہ فوائد صفحہ ۳۶ سے متعلق تفاوت نہ کرنا۔

ف روزہ و طہارت کی تفصیل قصود بھی تفسیر موال کا ارشاد ہے اور معلوم ہو گیا کہ مال تو صرف روزہ میں اس کا کھانا منع ہے اور مال حرام اگر روزہ مدت تک کے لئے ہو اس کے لئے کوئی حد نہیں جیسے چوری یا خیانت یا دغا بازی یا رشوت یا زبردستی یا قمار یا بیوہ کا جائزہ یا سود وغیرہ ان دلیلوں سے مال کا باطل حرام اور ناجائز ہے۔ **ف** نہ پہنچاؤ دھاکوں تک یعنی کسی کے مال کی خبر نہ دو ظالم حاکموں کو یا اپنا مال بطریق رشوت حاکم تک نہ پہنچاؤ کہ حاکم کو موافق بنا کر کسی کا مال کھا لو یا چھوٹی گواہی دیکر یا چھوٹی قسم کھا کر یا جھوٹا دعویٰ کر کے کسی کا مال نہ کھاؤ اور تم کو اپنے ناق پر ہونے کا علم بھی ہو۔

و آفتاب ہمیشہ ایک صورت ایک حالت پر رہتا ہے اور چاند کی صورت بدلتی اور اس کی مقدار بدلتی رہتی ہے اور اس لئے لوگوں نے چاند کے کہ زیادہ ہونے کی وجہ آپسے لڑی تھی اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ پی آیات میں شہر رمضان اور روزہ کا ذکر تھا اس آیت میں ہلال کا ذکر ہوا اور روزہ اور رویت ہلال میں تعلق ظاہر ہوا کہ ایک دوسرے پر موقوف ہے اور اگر گھل کر چاند اور اس کے حکام کا ذکر ہو تو ہلال اس کے بھی مناسب ہے۔ **ف** یعنی ان کو کہہ دو کہ چاند کا طرح پر نکھانا اس کو لوگوں کے معاملات اور عبادات مثل قرض اجارہ عدت مدت محل و رضاعت روزہ زکوٰۃ وغیرہ کے اوقات ہر ایک کو اپنے تکلف معلوم ہو جاتے ہیں یا خصوصاً جگہ روزہ وغیرہ کی قضا تو ان کے غیر ایام میں ہوتی ہو جگہ کی تو قضا بھی ایام مقررہ حج کے سوا دوسرے ایام میں نہیں کر سکتے اور حج کے خاص مہینہ میں ان کی بھی وجہ ہو کہ ذیقعدہ ذی الحج محرم جب یہ چار مہینے اشہر حرام تھے ان میں لڑائی کرنا کسی کو قتل کرنا احرام تھا مال عرب کو اگر ان مہینوں میں لڑائی پیش آتی تو مہینوں کو منقطع کر کے لڑائی کرتے مثلاً ذی الحج یا محرم میں لڑائی پیش آتی تو اسکو تو صفر یا رجب صفر یا آٹھ ماہوں کو ذی الحج یا محرم ٹھہرا لیتے ان کے ہاں خیال کا ہلال کی غرض سے یہاں حج کی نصیحت فرمائی کہ جو ایام حج کے لئے اللہ نے مقرر فرمائے ان میں تقدم تاخر ہر روز جائز نہیں اب یہاں سے حج کے متعلقات اور اس کے احکام و ترتیب ذکر ہو گئے۔

و زمانہ جاہلیت کا ایک تذکرہ بھی تھا کہ جب کھڑک کر حج کا احرام باندھتے پھر کوئی ضرورت تھی گھر میں جانے کی پیش آتی تو روزہ کی وجہ سے جانتے بھتے چڑھ کر گھر کے اندر آتے یا گھر کی پشت کی جانب عقب دیکر کھتے اور اس کو نبی کی بات سمجھتے اللہ نے اس کو غلط فرمادیا۔

فائدہ پہلے جلیس حج کا ذکر تھا اور حکم بھی حج کے متعلق تھا اس مناسب سے اس حکم کو یہاں بیان فرمایا اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ کہ آیت میں اہلہ سے مراد شہر حج یعنی شوال اور ذیقعدہ اور دس باتیں ذی الحج ہیں کہ احرام حج ان میں ہونا چاہیئے لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ حج کے کسی ایام میں یا اور ایام میں بھی حج ہو سکتا ہے اللہ نے جواب دیا کہ حج کے لئے شہر حج جغزہ اور مہینہ ہیں اور اسی کی مناسبت سے احرام کے اندر گھر میں جانے کی کیفیت ذکر فرمادی اس کو بھی معلوم ہو گیا کہ اپنی طرف کسی جائز اور مباح امر کو نہیں بنا لینا اور وہیں میں داخل کر لینا مذموم اور ممنوع ہے جس کو بہت سی باتوں کا بدعت اور مذموم ہونا معلوم ہو گیا۔

ف اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت مکر اور الامن تھا کوئی اپنے دشمن کو بھی مکر میں مبتلا تو کچھ نہ کہتا اور اشہر حرام یعنی ذی القعدہ اور ذی الحج اور محرم اور رجب یہ چاروں مہینے بھی امن کے تھے ان میں تمام ملک عرب میں لڑائی موقوف ہو جاتی اور کوئی کسی کو کچھ نہ کہتا ذی القعدہ سلسلہ ہجری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم جماعت صحابہ کے ہمراہ عمرہ کے قصد کو مکی زیارت کو تشریف لائے جب آپ مکہ کے نزدیک پہنچے تو مشرکین جمع ہو کر لڑنے کو تیار ہو گئے اور مسلمانوں کو روک دیا آخر کو اس پر صلح ہوئی کہ اب تو بدولت زیارت واپس ہو جائیں اور لنگر برس آن کر عمرہ کریں اور تین روزہ طہیمان سے مکہ میں رہیں جب دوسرے برس ذی القعدہ میں ہجری میں آپ نے مکہ کا قصد فرمایا تو آپ کے صحابہ کو یہ اندیشہ تھا کہ اہل مکہ اگر اب بھی وعدہ خلافی کر کے لڑنے بھڑکنے کو تیار ہو گئے تو پھر ہم کیا کریں لڑیں تو شہر حرام اور حرم مکہ میں ہو کر لڑیں اور نہ لڑیں تو عمرہ کیسے کریں اس پر حکم الہی آیا کہ اگر وہ اس مہینہ حرام میں خلاف عہد تم سے لڑیں تو تم بھی بے تامل ان کو لڑو ماں تمہاری طرف سے ابتدا اور زیادتی نہ ہونی چاہیئے حج کے دن میں عمرہ میں یہ کی مناسبت تھا کہ کفار کا اس لئے ہمارے بعض احکام آداب مناسبت مقام مذکور فرماتے جاتے ہیں کہ ہمیدہ حج کے احکام بیان ہو گئے **ف** زیادتی مت کرو اس کے معنی یہ کہ لڑائی میں لڑنے اور جوتیں اور بوڑھے

سید قول ۳۷

۳۷

المنقرة ۴

مَنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تَقْتُلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّى يَقْتُلُوكُمْ فِيهِ فَإِنْ قَتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ سِوَا الْحَرَامِ كَيْسَ

جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا **ف** اور یہاں سے پھلانگ مار ڈالنے سے بھی زیادہ سخت ہے **ف** اور نہ لڑو ان سے

عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّى يَقْتُلُوكُمْ فِيهِ فَإِنْ قَتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ سِوَا الْحَرَامِ كَيْسَ

جب تک کہ وہ نہ لڑیں تم سے اس جگہ پھر اگر وہ خود ہی لڑیں تم سے تو ان کو مارو

كَذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ۖ فَإِنْ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۙ

یہی ہے سزا کافروں کی **ف** پھر اگر وہ باز آئیں تو بیشک اللہ نہایت بخشنے والا نہایت مہربان ہے

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ فَإِنْ انْتَهَوْا

اور لڑو ان سے یہاں تک کہ نہ باقی رہے فساد اور نہ رہے خدا تعالیٰ ہی کا پھر اگر وہ باز آئیں

فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ ۗ الشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ

تو کسی پر زیادتی نہیں مگر ظالموں پر **ف** حرمت والا مہینہ بدلا (مقابل) ہے حرمت والے مہینہ کا

وَالْحُرْمَتُ قِصَاصٌ ۖ فَمَنْ اعْتَدَى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ

اور ادب رکھنے میں بدلہ ہے پھر جس نے تم پر زیادتی کی تم اس پر زیادتی کرو

بِمِثْلِ مَا اعْتَدَى عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ

جیسی اس نے زیادتی کی تم پر اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان لو کہ اللہ ساتھ ہے

الْمُتَّقِينَ ۗ وَانْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى

پرہیزگاروں کے **ف** اور خرچ کرو اللہ کی راہ میں اور نہ ڈالو اپنی جان کو ہلاکت

التَّهْلُكَةِ ۚ وَاحْسِنُوا إِلَى اللَّهِ يَحِبِّ الْمُحْسِنِينَ ۙ وَاتَّبِعُوا

میں **ف** اور نیکی کرو بیشک اللہ دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والوں کو اور پورا کرو

الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ

حج اور عمرہ اللہ کے واسطے پھر اگر تم روک دیے جاؤ تو تم پر ہے جو کچھ کیسترس ہو قربانی سے

وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحَلَّهُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ

اور حجامت نہ کرو اپنے سروں کی جب تک پہنچ نہ پئے قربانی اپنے ٹھکانے پر **ف** پھر جو کوئی تم میں سے

منزل ۱

فائدہ صفحہ ۳۸۔ جس جگہ باؤ یعنی حرم میں ہوں تو وہ غیر حرم میں جہاں سو تم کو نکالا یعنی مکہ سے۔ **ف** یعنی دین سے پھر جاننا یا دوسرے کو پھر ان مہینہ حرام کے اندر مار ڈالنے سے بہت بڑا گناہ ہے طلب یہ کہ مکہ میں کفار کا شرک کرنا اور کرنا زیادہ بھیج سے حرم میں مٹا کر کرنے سے تو اب اے مسلمانوں تم کچھ اندیشہ نہ کرو اور جواب ترکی پتر کی دو۔ **ف** یعنی مکہ ضرور جائے امن ہے لیکن جب انہوں نے ابتداء کی اور تم بظلم کیا اور ایمان لائے پریشانی کرنے لگے کہ یہ بات مار ڈالنے سے بھی سخت ہے تو اب انکو امان نہ رہی جہاں یا تو مارو یا خارج مکہ فتح ہو جائے آپ نے یہی فرمایا کہ جو ہتھیار سامنے کرے اسی کو مارو اور باقی سب کو امن دیا۔ **ف** یعنی باوجود ان سب باتوں کے اگر اب بھی مسلمان ہوں اور شرک سے باز آئیں تو تو یہ قبول ہے۔ **ف** یعنی کافروں سے لڑائی اسی واسطے ہے کہ ظلم موقوف ہو اور کسی کو دین ہو مگر وہ نہ کر سکیں اور خاص اللہ کی کا حکم جاری ہے سو وہ جب شرک سے باز نہ آئیں تو زیادتی سطلے ظالموں کو اور کسی پر نہیں لینی جو دہی سے باز آگئے وہ اب ظالم نہ رہتے تو اب ان پر زیادتی بھی مت کرو ہاں جو فتنہ سے باز نہ رہیں ان کو قتل قتل کرو۔ **ف** حرمت کا مہینہ یعنی ذیقعدہ کہ جس میں عمرہ کی قضا کرنے جارہے ہو بدلا سے اس حرمت کے مہینہ یعنی ذیقعدہ کا کسال گذشتہ میں اسی مہینہ کو اندر کفار کے مکہ کو عمرہ ہو روک دیا تھا اور مکہ میں جانے نہ دیا تھا یعنی اب تم شوق سے اُن سے بدلا لیا تو کہہ دو اب اور حرمت رکھنے میں تو برابری یعنی اگر کوئی کافر یا حرام کی حرمت کرے اور اس مہینہ میں تم سے نہ لڑے تو تم بھی ایسا ہی کرنا کہ وہ لے جو سال گذشتہ میں تم نے ظلم کر رکھا اور نہ حرام کی حرمت کی نہ حرم مکہ کی نہ تمہارے احرام کا باقی بچو

بقیہ فوائد صفحہ ۳۲ بخانا کیا اور تم نے اس پر بھی صبر کیا اگر اس دفعہ بھی سب حرمینوں سے قطع نظر کر کے آمادہ جنگ ہوں تو تم بھی کسی حرمت کا خیال مت کرو بلکہ اگلی کھجلی سب سرٹاؤ گرجو خدا سے ڈرو کرو اس کی خلاف اجازت ہو گزرو اور اللہ تعالیٰ پر سزا گاروں کا بیشک ناصر و مددگار ہے۔ **و** مطلب یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت میں اپنی جہاد وغیرہ میں اپنے مال کو صرف کرو اور اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو یعنی جہاد کو چھوڑ بیٹھو یا اپنے مال کو جہاد میں صرف نہ کرو کہ اس سے تم ضعیف اور دشمن قوی ہوگا۔ **و** حج کے تمن میں جہاد کا ذکر جو مناسب تھا اس کو بیان فرما کر اب حکام حج و عمرہ بتلائے جاتے ہیں۔ **و** مطلب یہ ہے کہ جب کسی نے حج یا عمرہ شروع کیا یعنی اس کا احرام باندھا تو اس کا پورا کرنا لازم ہو گیا بیچ میں چھوڑ بیٹھے اور احرام سے نکل جائے یہ بین ہو سکتا لیکن اگر کوئی دشمن یا مرض کی وجہ سے بیچ ہی میں رک گیا اور حج و عمرہ نہیں کر سکتا تو اس کے ذمہ پر ہے قربانی جو اس کو میسر آئے جس کا ادنیٰ مرتبہ ایک کبیری جو اس قربانی کو کسی کے ہاتھ نہ کو بیٹھے اور یہ بھر کر دے کہ فلاں روز اس کو حرم مکہ میں پہنچ کر ذبح کر دینا اور جب اطمینان ہو جائے کہ اب اپنے ٹھکانے یعنی حرم میں پہنچ کر اس کی قربانی ہو چکی ہوگی اس وقت سر کی حجامت کر دے اس سے پہلے ہرگز نہ کر لے اس کو دم اھدار کہتے ہیں کہ حج یا عمرہ سے رکنے کی وجہ سے لازم ہوتا ہے۔

سید قول ۲ ۳۸ البقرة ۲۵

مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّن رَّأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ
 بیمار ہو یا اس کو تکلیف ہو سر کی تو بدلا دیوے روزے یا خیرات
أَوْ لُصُكٍ فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَمَن تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا
 یا قربانی **و** پھر جب تمہاری خاطر جمع ہو تو جو کوئی فائدہ اٹھائے عمرہ کو ملا کر حج کے ساتھ تو اس پر ہے جو
اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ
 جو کچھ میسر ہو قربانی سے **و** پھر جس کو قربانی نہ ملے تو روزے رکھے تین
فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ ۚ ذَٰلِكَ
 حج کے دنوں میں اور سات روزے جب لوٹو یہ دس روزے ہوتے ہوئے **و** یہ حکم

لِمَن لَّمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرًا مِّلِّ السَّجْدِ الْحَرَامِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَ
 اس کے لئے ہے جس کے گھروالے نہ رہتے ہوں مساجد الحرام کے پاس **و** اور ڈرتے رہو اللہ سے
اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝۱۹ الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَةٌ
 اور جان لو کہ بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے حج کے چند مہینے ہیں معلوم **و**
فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ
 پھر جس نے لازم کر لیا ان میں حج تو بے حجاب ہونا جائز نہیں عورت اور بگناہ کرنا اور نہ جھگڑا کرنا
فِي الْحَجِّ وَمَاتَفْعَلُوا مِّنْ خَيْرٍ يَّعْلَمُهُ اللَّهُ وَتَزُودُوا فَإِنَّ
 حج کے زمانہ میں اور جو کچھ تم کرتے ہو نیکی اللہ اس کو جانتا ہے **و** اور زاد راہ بے پروا نہ ہو
خَيْرَ التَّرَادِ التَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا يَا أُولِيَ الْأَلْبَابِ ۝۲۰ لَيْسَ عَلَيْكُمْ
 بہتر فائدہ زاد راہ کا بچنا ہے سوال سے اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقلمند **و** کچھ گناہ نہیں
جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ ۚ فَإِذَا أَفْضَيْتُمْ مِّنْ عَرَفَتِ
 تم پر کہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا **و** پھر جب طواف کے لئے لوٹو عرفات سے
فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَكُمْ وَإِنْ
 تو یاد کرو اللہ کو نزدیک مشعر الحرام کے **و** اور اس کو یاد کرو جس طرح تم کو کھلایا اور بیشک

فوائد صفحہ ۳۲ بخانا کیا اور تم نے اس پر بھی صبر کیا اگر اس دفعہ بھی سب حرمینوں سے قطع نظر کر کے آمادہ جنگ ہوں تو تم بھی کسی حرمت کا خیال مت کرو بلکہ اگلی کھجلی سب سرٹاؤ گرجو خدا سے ڈرو کرو اس کی خلاف اجازت ہو گزرو اور اللہ تعالیٰ پر سزا گاروں کا بیشک ناصر و مددگار ہے۔ **و** مطلب یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت میں اپنی جہاد وغیرہ میں اپنے مال کو صرف کرو اور اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو یعنی جہاد کو چھوڑ بیٹھو یا اپنے مال کو جہاد میں صرف نہ کرو کہ اس سے تم ضعیف اور دشمن قوی ہوگا۔ **و** حج کے تمن میں جہاد کا ذکر جو مناسب تھا اس کو بیان فرما کر اب حکام حج و عمرہ بتلائے جاتے ہیں۔ **و** مطلب یہ ہے کہ جب کسی نے حج یا عمرہ شروع کیا یعنی اس کا احرام باندھا تو اس کا پورا کرنا لازم ہو گیا بیچ میں چھوڑ بیٹھے اور احرام سے نکل جائے یہ بین ہو سکتا لیکن اگر کوئی دشمن یا مرض کی وجہ سے بیچ ہی میں رک گیا اور حج و عمرہ نہیں کر سکتا تو اس کے ذمہ پر ہے قربانی جو اس کو میسر آئے جس کا ادنیٰ مرتبہ ایک کبیری جو اس قربانی کو کسی کے ہاتھ نہ کو بیٹھے اور یہ بھر کر دے کہ فلاں روز اس کو حرم مکہ میں پہنچ کر ذبح کر دینا اور جب اطمینان ہو جائے کہ اب اپنے ٹھکانے یعنی حرم میں پہنچ کر اس کی قربانی ہو چکی ہوگی اس وقت سر کی حجامت کر دے اس سے پہلے ہرگز نہ کر لے اس کو دم اھدار کہتے ہیں کہ حج یا عمرہ سے رکنے کی وجہ سے لازم ہوتا ہے۔

فَوَإِذَا صَفَحْتُمْ ذَا - یعنی اگر حالات احرام میں کوئی بیمار ہو یا اس کے سر میں درد یا سر میں زخم ہو تو اس کو بغیر صورت حالت احرام میں بھٹا کر ناسر کا جائز ہے نہ کہ بدلا دینا یا دیگر تین روزے یا چھ عتہا جوں کو کھانا کھانا یا ایک دن بے بکری کی قربانی کرنا۔ یہ دم جنابت ہے کہ حالت احرام میں بغیر صورت مرض لاچار ہو کر امور مخالف احرام کرنے پڑے۔

و یعنی جو حرم کہ دشمن کی طرف سے اور مرض سے مطمئن ہو خواہ اس کو کسی قسم کا اندیشہ پیش ہی نہ آیا یا دشمن کا خوف یا بیماری کا کھٹکا پیش تو ایسا ہر جلد راکل ہو گیا احرام حج و عمرہ میں اس سے خلل نہ آنے پایا تو اس کو دیکھنا چاہئے کہ اس نے حج اور عمرہ دونوں ادا کئے، یعنی قرآن یا تمتع کیا افراد نہیں کیا تو اس پر قربانی ایک بکرا، یا ساتواں حصہ اونٹ کا یا گائے کا لازم ہے اس کو دم قرآن اور دم تمتع کہتے ہیں امام ابوحنیفہ اس کو دم شکر کہتے ہیں اور اس کو دم اس میں سے کھانے کی اجازت دیتے ہیں اور امام شافعی اس کو دم جبر کہتے ہیں اور قربانی کرنے والے کو اس میں سے کھانے کی اجازت بھی نہیں دیتے۔

و یعنی جس نے قرآن یا تمتع کیا اور اس کو قربانی میسر نہ ہوئی تو اس کو چاہئے کہ تین روزے رکھے حج کے دنوں میں جو کہ یوم عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ پر ختم ہوتے ہیں اور سات روزے جب رکھے کہ حج سے باہل فارغ ہو جائے دونوں کا مجموعہ دس روزے ہو گیا۔ **و** یعنی قرآن تمتع اسی کے لئے ہے جو مسجد حرام یعنی حرم مکہ کے اندر یا اس کے قریب نہ رہتا ہو بلکہ محل یعنی خارج از میقات کا اپنے والا ہو اور جو حرم مکہ کے رہنے والے ہیں وہ صرف افراد کریں **و** سوال کے غہ سے لے کر یقر عبد کی صبح یعنی ذی الحجہ کی دوپہر رات تک ان کا نام شہر ہے حج اس لئے کہ احرام حج ان کے اندر ہوتا ہے اگر اس سے پہلے کوئی احرام حج کا باندھے گا تو وہ ناجائز یا مکروہ ہو گا یعنی حج کے لئے چند مہینے مقرر ہیں اور سب کو معلوم ہیں مشرکین عرب جو اپنی ضرورت میں ان میں تفریق تبدیل کرتے تھے جس کو دوسری آیت میں **اعْمَا النَّسِيْ** زیادتی انکس فرمایا گیا ہے یہ باہل اور باطل ہے۔ **و** حج لازم کیا یعنی احرام حج کا باندھا اس طرح کہ دل سے نیت کی یاد زبان سے تلبیہ پڑھا۔ **و** ایک غلط دستور کہ میں یہ بھی تھا کہ بغیر زاد راہ خالی ہاتھ حج کو جانا ثواب سمجھتے اور اس کو توکل کہتے اور وہاں جا کر ہر ایک سے مانگتے پھرتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جن کو ক্ষوفہ و ربوہ و خرج ہمراہ لے کر جائیں تاکہ تو سوال سے پیس اور لوگوں کو حیران نہ کریں۔ **و** حج کے سفر میں اگر سوداگری بھی کرو تو گناہ نہیں بلکہ مباح ہے لوگوں کو اس میں شبہ ہو ا تھا کہ شاید تجارت کرنے سے حج میں نقصان آئے اب جس کو مقصود ہل حج ہو اور اس کے ذیل میں تجارت بھی کر لے تو اس کے ثواب میں نقصان نہ آئے گا۔ **و** مشعر الحرام ایک پہاڑ کا نام ہے جو مزدلفہ میں واقع ہے جس پر امام و قوف کرتا ہے اس پہاڑ پر قیام کرنا افضل ہے اور تمام مردافہ میں جہاں قیام کرے جائز ہے سوا وادی محسر کے۔

مزل ۱

ول یعنی کفار بھی اللہ کا ذکر کرتے تھے مگر شرک کے ساتھ وہ ذکر نہ چاہیے بلکہ توحید کے ساتھ جس کی تم کو ہدایت فرمائی۔

ول زمانہ لغری ایک غلطی بھی تھی کہ مکہ کے لوگ عرفات تک نہ جانے کہ عرفات حرم سے باہر ہے بلکہ حرم کی جگہ یعنی مزدلفہ میں ٹھہر جاتے اور قریش مکہ کے سوا اور سب عرفات تک پہنچتے اور پھر وہاں سے طواف کے لئے مکہ کو واپس آتے سو اس لئے فرمادیا کہ جہاں سے سب لوگ طواف کو آئیں تم بھی وہیں سے جا کر لوگو یعنی عرفات سے اور اگلی تقصیر پر نام نہ ہو۔

ول یعنی دسویں ذی الحجہ کو جب افعال حج رمی جموہ اور ذبح قربانی اور سر منڈانے اور طواف کعبہ اور سعی صفام وہ سے فراغت پا چکو تو زمانہ قیام منی میں اللہ کا ذکر کرو جیسے کفر کے زمانہ میں اپنے باپ دادوں کا ذکر کیا کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ ذکر کرنا چاہئے۔ ان کا قریہ پور تھا کہ حج سے فارغ ہو کر منی میں تین روز قیام کرتے اور بازار لگاتے اور اپنے باپ دادا کی بڑائی اور فضائل بیان کیا کرتے سو اللہ تعالیٰ نے اس سے روکا اور فرمادیا کہ ان دنوں میں خدا تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو۔

ول پہلے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اور ان کا مکتبہ کرو اب یہ بتلایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے اور اس سے دعا مانگنے والے بھی دوستم کے ہیں ایک وہ کہ جن کا مطلوب صرف دنیا ہے ان کی دعا یہی ہے کہ تم کو جو کچھ دولت عزت وغیرہ دی جائے دنیا ہی میں دے دی جائے سو یہ لوگ تو آخرت کی نعمتوں سے بے بہرہ ہیں دوسرے وہ کہ اللہ عزت میں جو دنیا کی خوبی یعنی توفیق بندگی وغیرہ اور آخرت کی خوبی یعنی ثواب اور رحمت و جنت دونوں کو طلب کرتے ہیں سو ایسوں کو آخرت میں ان کے حج اور دعا جملہ حسنات سے پورا حصہ ملے گا۔

ول یعنی قیامت کو سب سے ایک دم میں حساب لے گا یا یوں کہو کہ قیامت کو دو روزہ تجھو بلکہ جلد آنے والی ہے اس سے کسی طرح بچاؤ ممکن نہیں اس کی فکر سے غافل مت ہو۔

ول ایام محدودات سے مراد ذی الحجہ کی گیارہویں، بارہویں تیرہویں تاریخیں ہیں جن میں حج سے فارغ ہو کر منی میں قیام کا حکم ہے ان دنوں میں رمی جمار یعنی کنگریوں کے مارنے کے وقت اور ہر نماز کے بعد تکبیر کہنے کا حکم ہے اور دیگر اوقات میں بھی ان دنوں میں چاہیے کہ تکبیر اور ذکر الہی کثرت سے کرے۔

ول یعنی گناہ تو یہ ہے کہ تمتعات شرعیہ سے پرہیز نہ کرے اور جو کوئی اللہ سے ڈرے اور زمانہ حج میں پرہیز گاری کرے تو پھر اس بات میں کچھ گناہ نہیں کہ منی میں دو دن قیام کیا یا تین دن کہ اللہ نے دونوں باپا جاتر رکھیں گو افضل یہی ہے کہ تین روز قیام کرے۔

ول یعنی حج کی خصوصیت نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے ہر کام میں اور ہر وقت ڈرتے رہو کہ تم سب کو قبروں سے اٹھ کر اس کے پاس جمع ہونا ہے حساب دینے کو اب حج کا ذکر تو تمام ہو چکا مگر حج کے ذیل میں جو لوگوں کی سے تیسری قسم یعنی منافق کا حال بھی بیان کیا جاتا ہے۔

البقرة ۲

۳۹

كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمَنِ الصَّالِينَ ۝۹۸ ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝۹۹ فَإِذَا أَقْضَيْتُمْ مَنَاسِكُمْ فَأَذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا ۝۱۰۰

تم تھے اس سے پہلے نواقف و پھر طواف کے لئے پھر وہاں سے سب لوگ پھریں اور مغفرت چاہو اللہ سے بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے ہر مان و پھر جب اپنے کرم کو اپنے حج کے کام کو تو یاد کرو اللہ کو جیسے تم یاد کرتے تھے اپنے باپ دادوں کو بلکہ اس سے بھی زیادہ یاد کرو

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَقٍ ۝۱۰۱ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً

اور کوئی آدمی تو کہتا ہے اے رب ہمارے لئے ہم کو دنیا میں اور اس کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور کوئی ان میں کہتا ہے اے رب ہمارے لئے ہم کو دنیا میں خوبی

وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝۱۰۲ أُولَٰئِكَ لَهُمْ نُصِيبُ

اور آخرت میں خوبی اور بچاؤ ہم کو دوزخ کے عذاب سے انہی لوگوں کے واسطے حصہ ہے

مِمَّا كَسَبُوا ۚ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝۱۰۳ وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ

اپنی کمائی سے و اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے و اور یاد کرو اللہ کو کثرت کے

مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا أَثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ

چند دنوں میں و پھر جو کوئی جلدی چلا گیا دو ہی دن میں تو اس پر گناہ نہیں اور جو کوئی رہ گیا

فَلَا أَثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝۱۰۴

تو اس پر بھی کچھ گناہ نہیں جو کہ ڈرتا ہے و اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان لو بیشک تم سب ہی کے پاس جمع ہونگے

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّبِعُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيُشْهَدُ اللَّهُ عَلَىٰ

اور بعض آدمی وہ ہے کہ پسنداتی ہے تجھ کو اس کی بات دنیا کی زندگی میں اور گواہ کرتا ہے اللہ کو

مَا فِي قَلْبِهِ ۚ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ ۝۱۰۵ وَإِذَا تَوَلَّىٰ سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ

اپنے دل کی بات پر اور وہ سخت جھگڑالو ہے اور جب پھر سے تیرے پاس ہو تو دوڑتا پھرے مکتا

مَنْزِلًا

وہم لوں کا ذکر آگیا تھا فمن الناس من يقول اور ومنهم من يقول یعنی کافر اور مومن کا ثواب اس کی مناسبت سے تیسری قسم یعنی منافق کا حال بھی بیان کیا جاتا ہے۔

فل یہ حال ہے منافق کا نظارہ میں خوشامد کرے اور اللہ کو گواہ کرے کہ میں تمہارے دل میں اسلام کی محبت اور جھگڑے کے وقت کی مذکرے اور قابو پاوے تو ٹوٹ مار پیادے اور منع کرنے سے اس کو زیادہ ضد چلے اور گناہ میں ترقی کرے، کہتے ہیں ایک شخص غنیمت ابن شریک تھا منافق فصیح و بلیغ جب آپ کی خدمت میں آتا تو غایت اخلاص اور محبت اسلام ظاہر کرتا اور جب چلا جاتا تو کسی کی کھیتی جلا دیتا کسی کے جانوروں کے پیر کاٹ ڈالتا اس پر منافقین کی بڑائی یہ آیت نازل ہوئی۔

فل پہل آیت میں اس منافق کا ذکر تھا جو دین کے بدلے دنیا لینا تھا اس کے مقابل میں اب اس آیت میں اس مخلص کامل الایمان کا ذکر ہے جو دنیا اور جان و مال کو طلب دین میں صرف کرتا ہے۔ کہتے ہیں حضرت صیب رضی بارادہ ہجرت آپ کی خدمت میں آتے تھے رستہ پر شکرین نے ان کو گھیر لیا صیب نے کہا کہ میں اپنا گھر اور تمام مال تم کو اس شرط پر دیتا ہوں کہ مجھ کو مدینہ جانے دو اور ہجرت سے زور کو اس پر دے راضی ہو گئے اور صیب آپ کی خدمت میں چلے گئے اس پر یہ آیت مخلصین کی تعریف میں نازل ہوئی۔

فل اس کی کتنی بڑی رحمت کہ اپنے بندوں کو توفیق دی جو کبھی غشی میں اپنی جان اور مال حاضر کر دیتے ہیں اور نیز ہر ایک کی جان و مال تو اللہ کی ملک ہے پھر جنت کے بدلے اس کو خریدنا بیخس اس کا احسان ہے۔

فل پہلی آیت میں مومن مخلص کی مدح فرمائی تھی جس سے فلاح کا ابطال منظر تھا، اب

المیقات ۴۰

لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفُسَادَ

تاکہ اس میں خرابی ڈالے اور تباہ کرے کھیتیاں اور جانیں اور اللہ پسند کرتا ہے فساد کو

وَاِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ

اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈر تو اداہ کرے اس کو غرور گناہ پر سو کافی ہے اس کو دوزخ

وَلِكُلِّسَ الْهَادِ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ

اور وہ بیشک برا کھانا ہے فل اور لوگوں میں ایک شخص وہ ہے کہ جیتا ہے اپنی جان کو اللہ کی رضا جوئی

اللَّهُ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي

میں فل اور اللہ نہایت مہربان ہے اپنے بندوں پر فل اے ایمان والو داخل ہو جاؤ

السَّلَامِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ

اسلام میں پورے فل اور مت چلو قدموں پر شیطان کے بیشک وہ تمہارا صریح

مُبِينٌ فَإِنْ زَلَلْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْكُمُ الْبَيِّنَاتُ فَاعْلَمُوا أَنَّ

دشمن ہے فل پھر اگر تم بھٹو گلو بعد اس کے کہ پہنچے گے تم کو صاف حکم تو جان رکھو کہ بیشک

اللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ

القدر بردست ہے حکمت والا فل کیا وہ اسی کی راہ دیکھتے ہیں کہ اوسے اُن پر اللہ ابر کے

مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ

سائبانوں میں اور فرشتے اور طے ہو جاوے قصہ اور اللہ ہی کی طرف لوٹیں گے سب کام

سَلِّ بَنِي إِسْرَءِيلَ كَمَا آتَيْنَهُمْ مِّنْ آيَةِ بَيْتَةٍ وَمَنْ يُدْرِكْ

پوچھ ہی اسرائیل سے کس قدر عنایت کیں تم نے اُن کو نشانیاں ملتی ہوئی فل اور جو کوئی بدلے

نِعْمَةِ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ

اللہ کی نعمت بعد اس کے کہ پہنچ چکی ہو نعمت اس کو تو اللہ کا عذاب سخت ہے فل

زَيْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا

فریفتہ کیا ہے کافروں کو دنیا کی زندگی پر اور ہنستے ہیں ایمان والوں کو فل

مَنْزِل ۱

فل یعنی یہی قاعدہ البتہ متفق ہے کہ جو کوئی اللہ کے احکام سر پا دیتا ہے کو بدلے اور اس کے انعامات اور احسانات کا کافر ان کے تو پھر اس کا عذاب سخت ہے آیت کے بدلنے والے پر کہ دنیا میں ملا

جائے اور لوٹا جائے یا جزیرے اور ذلیل ہو۔ اور قیامت کو دوزخ میں جائے ہمیشہ کے لئے۔

فل یعنی کافر جو اللہ کے صاف احکام اور اس کے پیغمبروں کی مخالفت کرتے ہیں جو اوپر مذکور ہو چکا اس کی وجہ یہ ہے کہ اُن کی نظروں میں دنیا کی خوبی اور اس کی محبت ایسی سما گئی ہے کہ ان کے

مقابل میں آخرت کے سچے اور راحت کو خیال ہی میں نہیں لاتے بلکہ مسلمان جو کفار آخرت میں مصروف اور اللہ کے احکام کی تعمیل میں مشغول ہیں ان کا ہنسنے میں اور ذلیل سمجھنے میں ہوسکتا ہے اس لیے اس حق افسر کے

بندوں سے تعمیل احکام الہی ہو تو کو کمینہ کرے۔ روسائے مشرکین حضرت بلال اور عمار اور صہیب اور فخر نے ہاجرین کو دیکھ کر مسخر کرتے کہ ان نادانوں نے آخرت کے خیال پر دنیا کی تکالیف اور مصائب کو اپنے سر لیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تو دیکھو کہ ان فقیروں محتاجوں کی امداد سے عرب کے مزاروں پر غالب آنا اور دنیا بھر کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ اسلام کو پورا پورا قبول کرو یعنی ظاہر اور باطن اور عقیدہ اور عمل میں صرف حکام اسلام کا اتباع کرو یہ نہ ہو کہ اپنی عقل یا کسی دوسرے کے کہنے سے کوئی حکم تسلیم کر لیا کوئی عمل کرنے لگو سو اس سے بدعت کا قلع قمع مقصود ہے کیونکہ بدعت کی حقیقت یہی ہے کہ کسی عقیدہ یا کسی عمل کو کسی وجہ سے تحسین سمجھ کر اپنی طرف سے دین میں شمار کر لیا جائے مثلاً نماز اور روزہ جو کہ افضل عبادات ہیں اگر بدوں حکم شریعت کو اپنی طرف سے مقرر کرنے لگے جیسے عید کے دن عید گاہ میں نوافل کا پڑھنا ہزارہ روزہ رکھنا یہ بدعت ہوگا، عدا صدان آیات کا یہ ہونا کہ اخلاص کے ساتھ ایمان لانا اور بدعات سے بچتے رہو چند حضرت یہو سے مشرب بہ اسلام ہوئے مگر احکام اسلام کے ساتھ انکا اتوارہ کی بھی رعایت کرنی چاہتے تھے مثلاً مفتہ کے دن کو منظر چھنا اور اونٹ کے گوشت اور دودھ کو حرام ماننا اور زورات کی تلاوت کرنا اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس سے بدعت کا اسناد کامل فرمایا گیا۔

فل کہ اپنے دوسرے سے بے اصل چیزوں کو تمہارے ولشیں کر دیتا ہے اور دین میں بدعات کو شامل کر اگر تمہارے دین کو خراب کرتا ہے اور تم اس کو پسند کرتے ہو۔

فل یعنی شریعت محمدی کے صاف صاف احکام معلوم ہونے کے بعد بھی اگر کوئی اس پر قائم نہ ہو بلکہ دوسری طرف بھی نظر رکھے تو خوب سمجھ لو کہ اللہ سب پر غالب ہے جس کو چاہے سزا دے کوئی اس کے عذاب کو روک نہیں سکتا بڑا حکمت والا ہے جو کرتا ہے حق اور مصلحت کے موافق کرتا ہے خواہ عذاب دے یا کچھ ڈھیل دے یعنی نہ جلد باز نہ بڑبھگنے والا نہ خلاف انصاف اور غیر مناسب امر کو کرنے والا۔

فل یعنی جو لوگ حق تسلل کے صاف صاف احکام کے بعد بھی اپنی کجروی سے باز نہیں آتے تو ان کو رسول اور قرآن پر تو قیقین اور اعتماد نہ ہوا اب صرف اس کی کسر ہے کہ خدا نے پاک خود اور اس کے فرشتے اُن پر آئیں اور جزا اور سزا کا قاعدہ جو قیامت کو ہونے والا ہے آج ہی فیصل کیا جائے سو آخر کار سب امور حساب اور عذاب وغیرہ کا مرجع اللہ ہی کی طرف ہے تمام حکم اسی کے حضور سے صادر ہوں گے اس میں کوئی تردد کی بات نہیں گھبراتے کیوں ہو۔

فل اس سے پہلے فرمایا تھا کہ حق تعالیٰ کے صاف حکم کے بعد اس کی مخالفت کرنا موجب عذاب ہے اس آیت کی تائید میں فرماتے ہیں کہ خود ہی اسرائیل ہی سے پوچھو کہ تم نے اُن پر کتنی آیت و اہمات اور صریح احکام بھیجے جب اُن سے انحراف کیا تو مبتلائے عذاب ہوئے

یہ نہیں کہ تم نے اول ہی اُن کو عذاب دیا ہو۔

فل یعنی یہی قاعدہ البتہ متفق ہے کہ جو کوئی اللہ کے احکام سر پا دیتا ہے کو بدلے اور اس کے انعامات اور احسانات کا کافر ان کے تو پھر اس کا عذاب سخت ہے آیت کے بدلنے والے پر کہ دنیا میں ملا

جائے اور لوٹا جائے یا جزیرے اور ذلیل ہو۔ اور قیامت کو دوزخ میں جائے ہمیشہ کے لئے۔

فل یعنی کافر جو اللہ کے صاف احکام اور اس کے پیغمبروں کی مخالفت کرتے ہیں جو اوپر مذکور ہو چکا اس کی وجہ یہ ہے کہ اُن کی نظروں میں دنیا کی خوبی اور اس کی محبت ایسی سما گئی ہے کہ ان کے

وَاللّٰهُ تَعَالٰی اِن کے جواب میں ارشاد فرماتا ہے کہ یہ اُن کی جہالت اور خام خیالی ہے کہ دنیا پر ایسے غش ہیں وہ نہیں جانتے کہ یہی غبار اور فغا ز قیامت کو اُن سے اعلیٰ اور بزرگ ہو گئے اور اللہ دنیا و آخرت میں جس کو چاہے بے شمار روزی عطا فرمائے چنانچہ انہی غریبوں کو جن پر کافر ہنستے تھے اموال بنی قریظہ اور نصیب اور سلطنت فارس اور روم وغیرہ ہر اٹھنے مسلط کر دیا۔

وَل حضرت آدم کے وقت سے ایک ہی سچا دین رہا ایک مدت تک اُس کے بعد دین میں لوگوں نے اختلاف ڈالا تو خدا تعالیٰ نے انبیاء کو بھیجا جو اہل ایمان و طاعت کو ثواب کی بشارت دیتے تھے اور اہل کفر و معصیت کو عذاب سے ڈراتے تھے اور اُن کے ساتھ سچی کتاب بھی بھیجی تاکہ لوگوں کا اختلاف اور نزاع دور ہو اور دین حق اُن کے اختلافات سے محفوظ اور قائم رہے اور احکام الہی ہل نہی لوگوں نے اختلاف ڈالا جن کو وہ کتاب ملی تھی جیسے یہود و نصاریٰ توڑتے و انجیل میں اختلاف و تحریف کرتے تھے اور یہ زراعت کبھی سے نہیں کرتے تھے بلکہ خوب کھج کر محض جُت دیا اور خدا و رحمت سے ایسا کرتے تھے سو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اہل ایمان کو طریقہ حق کی ہدایت فرمائی اور اگر انہوں نے اختلافات سے بچا لیا جیسے آپ کی امت کو ہر عقیدہ اور ہر عمل میں امر حق کی تعلیم فرمائی اور یہود و نصاریٰ کے اختلاف اور افراط و تفریط سے اُن کو محفوظ رکھا۔

فائدہ اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ اللہ نے جو کتابیں اور نبی متعدد بھیجے تو اس واسطے نہیں کہ ہر فرقہ کو جدا طریقہ بتلایا ہو بلکہ اس کے لئے اللہ نے اصل میں ایک ہی رستہ مقرر کیا جس وقت اُس راہ سے چلے تو اللہ نے نبی کو بھیجا اور کتاب اتاری کہ اس کے موافق چلیں اُس کے بعد پھر سیکے تو دوسرا نبی اور کتاب اللہ پاک نے اسی ایک راہ کے قیام کرنے کو بھیجا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ تندرستی ایک ہے اور بیماریاں بے شمار جب ایک مرض پیدا ہوا تو اُس کے موافق دوا اور دیریز فرمایا جب دوسرا مرض پیدا ہوا تو دوسرا دوا اور دیریز اس کے موافق فرمایا اب آخر میں ایسا طریقہ اور قاعدہ فرمایا جو سب بیماریوں سے بچانے اور سب کے بدلے کفایت کرے اور وہ طریقہ اسلام ہے جس کے لئے پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف بھیجے گئے۔ دوسری بات یہ معلوم ہو گئی کہ سنت اللہ یہی جاری ہے کہ ہر بے لگ ہر نبی مبعوث کے خلاف اور ہر کتاب الہی میں اختلاف کو پسند کرتے رہے اور اس میں سماعی رہے تو اب اہل ایمان کو کفار کی بدسلوکی اور فساد سے متشدد ہونا نہ چاہئے۔

وَل پہلے مذکور ہوا کہ دشمنوں کے ہاتھ سے انبیاء اور اُن کی امتوں کو ہمیشہ ایذا نہیں ہوئیں تو اب اہل اسلام کو ارشاد ہے کہ کیا تم کو اُس بات کی طرح ہے کہ جنت میں داخل ہو جاؤ حالانکہ اگلی امتوں کو جو ایذا نہیں پیش آئیں وہ تم کو پیش نہیں آئیں کہ اُن کو فقر و فاقہ اور مرض اور خوف کفار اس درجہ کو پیش آئے کہ مجبور اور عاجز ہو کر نبی اور اُن کی امت کو بل لگے کہ دیکھئے اللہ جس سدا و راغانت کا وعدہ فرمایا تھا وہ کب آگئی، یعنی یقیناً بشارت پریشانی کی حالت میں یا پسند نہ نکلتا سزا دے دے گئے۔ انبیاء اور مومنین کا یہ کہنا کچھ شک کی وجہ سے نہ تھا حضرت مولا نا اسی کی بابت شہنوی میں فرماتے ہیں ۵

درگاہ افتاد جان انبیاء ز اتفاق منکری اشقیاء
بلکہ بحالت اضطراب و یقیناً بشارت اس کی نوبت آئی جس میں کوئی ان پر الزام نہیں جب نوبت یہاں تک پہنچی تو رحمت الہی متوجہ ہوئی اور ارشاد ہوا کہ ہوشیار ہو جاؤ اللہ کی مدد آگئی گھبراؤ نہیں سوائے مسلمانوں کا یقین دہنی سے اور دشمنوں کے غلبہ سے گھبراؤ نہیں تم مل کر واثبات قدم ہو۔
وَل آیات سابقہ میں کلیہ یہ مضمون بہت تاکید سے بیان ہوا کہ کفر و نفاق کو چھوڑو اور اسلام میں پوری طرح داخل ہو حکم الہی کے مقابل کسی کی مت سنو اللہ کی خوشی میں جان و مال خرچ کرو اور ہر طرح کی شدت اور تکلیف پر تحمل کرو اب یہاں سے اسی کلیہ کے متعلق جزئیات کی تفصیل بیان ہوتی ہے جو کہ مال اور جان اور دیگر معاملات میں نکاح و طلاق وغیرہ کے متعلق ہیں تاکہ اس کلیہ کی تحقیق و تاکید خوب ذہن نشین ہو جائے۔

البقرہ ۴۱

وَالَّذِينَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ

اور جو پرہیزگار ہیں وہ ان کافروں سے بالاتر ہوں گے قیامت کے دن، اور اللہ روزی دیتا ہے جس کو چاہے بے

حِسَابٍ ۱۱۶ كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ

شمار ۱۱۶ تھے سب لوگ ایک دین پر پھر بھیجے اللہ نے پیغمبر

مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيُحْكُمَ

خوشخبری سنائے والے اور ڈرانے والے اور اتاری اُن کے ساتھ کتاب سچی کہ فیصلہ کرے

بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ

لوگوں میں جس بات میں وہ جھگڑا کریں اور نہیں جھگڑا ڈالا کتاب میں مگر انہی لوگوں نے

أَوْتَوْهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ بَغْيًا لِّبَنِيهِمْ فَهَدَى اللَّهُ

جن کو کتاب ملی تھی اس کے بعد کہ اُن کو پہنچ چکے صاف حکم آپس کی ضد سے پھر اب ہدایت کی اللہ نے

الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِآذِنِهِ وَاللَّهُ يَهْدِي

ایمان والوں کو اس سچی بات کی جس میں وہ جھگڑا رہے تھے اپنے علم سے اور اللہ بتلاتا ہے

مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۱۱۷ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخِلُوا الْجَنَّةَ

جس کو چاہے سیدھا راستہ ۱۱۷ کیا تم کو یہ خیال ہے کہ جنت میں چلے جاؤ گے

وَلَكِنَّا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ

حالانکہ تم پر نہیں گذرے حالات اُن لوگوں جیسے جو پہلے سے پہلے کہ پہنچی اُن کو سختی

وَالضَّرَاءُ وَغَرَضُوا حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ

اور تکلیف اور جھڑپ جھڑپ گئے یہاں تک کہ کہنے لگا رسول اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے

مَتَى نَصْرُ اللَّهِ إِلَّا أَنْ نَصْرَ اللَّهُ قَرِيبٌ ۱۱۸ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا

کب آوے گی اللہ کی مدد سن رکھو اللہ کی مدد قریب ہے ۱۱۸ تم سے پوچھتے ہیں کہ کیا چیز

يُنْفِقُونَ قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلَّوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ

خرچ کریں ۱۱۸ کہہ دو کہ جو کچھ تم خرچ کرو مال سو مال باپ کے لئے اور قربان والوں کے

مَنْزِل ۱

و بعض اصحاب جو مالدار تھے انہوں نے آپ سے دریافت کیا تھا کہ مال میں سے کیا خرچ کریں اور کس پر خرچ کریں اُس پر یہ حکم ہوا کہ قلیل خواہ کثیر جو کچھ خدا کے لئے خرچ کرو وہ والدین اور اقارب اور یتیم اور محتاج اور مسافروں کے لئے ہے یعنی حصول ثواب کے لئے خرچ کرنا چاہو تو جتنا چاہو کرو واس کی کوئی تعین نہیں البتہ ضرور جو کچھ موقع ہم نے بتائے اُن میں صرف کرو۔
فائدہ جب تک آپ مکہ میں رہے آپ کو قتال کی اجازت نہ ہوئی جب مدینہ کو ہجرت فرمائی تو قتال کی اجازت ہوئی مگر صرف اُن افراد سے کہ جو وہاں اسلام سے مقاتلہ کریں اس کے بعد علیؑ اور عمارؓ اور جہادؓ فرض ہوا اگر دشمنانِ دین مسلمانوں پر چڑھائی کریں تو مسلمانوں پر جہاد فرض نہیں ہے ورنہ فرض کفایت بشرطیکہ جبہا لفظ جہاد کو تکلف نہیں مذکور رہیں پائی جائیں البتہ جن لوگوں سے مسلمان مصالحت اور معاہدہ کریں یا ان کی امن اور حفاظت میں آجائیں تو اُن سے لڑائی کرنا یا اُن کے مقابلہ میں ان کے کسی مخالف کو مدد دینا ہرگز مسلمانوں کو جائز نہیں۔

سبق قول ۲۲ البقرة

وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ
 اور یتیموں کے اور محتاجوں کے اور مسافروں کے اور جو کچھ کرو گے تم بھلائی
 فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۖ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهُ لَكُمْ
 سو وہ بیشک اللہ کو خوب معلوم ہے کہ فرض ہوئی تم پر لڑائی و اور وہ بُری گنتی ہے تم کو اُو
 عَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَنْ تُحِبُّوا
 شاید کہ تم کو بُری لگے ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمہارے حق میں اور شاید تم کو پسند لگے
 شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۖ
 ایک چیز اور وہ بُری ہو تمہارے حق میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے و
 يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ
 تجھ سے پوچھتے ہیں مہینہ حرام کو کہ اس میں لڑنا کیسا فک کہ لڑائی اُس میں بڑا گناہ و
 وَصَدُّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ
 اور روکنا اللہ کی راہ سے اور اُس کو نہ ماننا اور مسجد الحرام سے روکنا اور نکال دینا
 أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ ۖ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۗ
 اس کے لوگوں کو وہاں کُفر اور کُفرانہ گناہ جو اللہ کے نزدیک و اور لوگوں کو دین سے بھلانا فتنہ سے بھی بڑھ کر ہے و
 وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ يُلْقَاؤُكُمْ حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ
 اور کفار تو ہمیشہ تم سے لڑتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ تم کو بھیرو دیں تمہارے دین سے
 وَإِنْ اسْتَطَاعُوا وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فِيمَتُ وَ
 اگر قابو پا دیں و اور جو کوئی پھرے تم میں سے اپنے دین سے پھر جاوے
 هُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
 حالت کفری میں تو ایسوں کے ضائع ہوئے عمل دنیا اور آخرت میں
 وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۖ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا
 اور وہ لوگ رہنے والے ہیں دوزخ میں وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے و بیشک جو لوگ ایمان لائے

منزل ۱

اُس قتل سے بدرجہا مذموم ہے جو مسلمانوں سے شہر حرام میں واقع ہوا مشرکین کی عادت تھی کہ دین اسلام کی باتوں میں طرح طرح سے خدشات کیا کرتے تھے تاکہ لوگ شیعہ میں پڑ جائیں اور اسلام کو قبول نہ کریں چنانچہ اسی قصص میں کہ مسلمانوں سے شہر حرام میں بوجہ لاعلمی قتل واقع ہوا اس پر مشرکین نے جو زبان درازی کی تو اس سے قصود یہی تھا کہ لوگ قبول اسلام سے متنفذ ہو جائیں تو خدا یہ جو لوگ مسلمانوں سے جو قتل صادر ہوا اُس پر مشرکین کا طعن کرنا اس وجہ سے کہ لوگ دین حق سے بھل جائیں قتل مذکور سے بدرجہا مذموم و شنیع ہے۔
ف یعنی جب تک تم دین حق پر قائم رہو گے یہ مشرکین کسی حالت میں اور کسی موقع پر بھی تمہارے عقائد اور مخالفت میں کمی نہیں کریں گے حرم مکہ اور شہر حرام ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ عمرہ حرامیہ میں پیش آیا نہ حرم مکہ کی حرمت کی اور نہ شہر حرام کی بلا وجہ عرض عناد سے ماننے مرنے کو مستعد ہو گئے اور مسلمانوں کے مکہ میں جانے اور عمرہ کرنے کے روادار نہ ہونے پھر ایسے معاندین کے طعن و تشنیع کی کیا پروا کی جائے اور ان سے مقاتلہ کرنے میں شہر حرام کی وجہ سے کیوں رکھا جائے۔
ف یعنی دین اسلام سے پھر جانا اور اسی حالت پر ایشیہ تک قائم رہنا ایسی سخت بلا ہے کہ کچھ کے نیک کام اُن کے ضائع ہو جاتے ہیں کہ کسی بھلائی کے متعلق نہیں رہتے دنیا میں نہ اُن کی جان و مال محفوظ رہے نہ نکاح قائم رہے نہ اُن کو میراث ملے نہ آخرت میں تو اُن کے اور نہ کبھی جہنم سے نجات نصیب ہو پاں اگر پھر اسلام قبول کر لیا تو صرف اس اسلام کے بعد کے اعمال حسنہ کی جزا پوری ملے گی۔

یہاں تک کہ تم کو بُری لگے ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمہارے حق میں اور شاید تم کو پسند لگے شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۖ ایک چیز اور وہ بُری ہو تمہارے حق میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے و یَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ تجھ سے پوچھتے ہیں مہینہ حرام کو کہ اس میں لڑنا کیسا فک کہ لڑائی اُس میں بڑا گناہ و وَصَدُّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ اور روکنا اللہ کی راہ سے اور اُس کو نہ ماننا اور مسجد الحرام سے روکنا اور نکال دینا أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ ۖ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۗ اس کے لوگوں کو وہاں کُفر اور کُفرانہ گناہ جو اللہ کے نزدیک و اور لوگوں کو دین سے بھلانا فتنہ سے بھی بڑھ کر ہے و وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ يُلْقَاؤُكُمْ حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ اور کفار تو ہمیشہ تم سے لڑتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ تم کو بھیرو دیں تمہارے دین سے وَإِنْ اسْتَطَاعُوا وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فِيمَتُ وَ اگر قابو پا دیں و اور جو کوئی پھرے تم میں سے اپنے دین سے پھر جاوے هُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ حالت کفری میں تو ایسوں کے ضائع ہوئے عمل دنیا اور آخرت میں وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۖ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا اور وہ لوگ رہنے والے ہیں دوزخ میں وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے و بیشک جو لوگ ایمان لائے

ف یعنی دین میں فتنہ اور فساد ڈالنا لوگ دین حق کو قبول نہ کریں اُس قتل سے بدرجہا مذموم ہے جو مسلمانوں سے شہر حرام میں واقع ہوا مشرکین کی عادت تھی کہ دین اسلام کی باتوں میں طرح طرح سے خدشات کیا کرتے تھے تاکہ لوگ شیعہ میں پڑ جائیں اور اسلام کو قبول نہ کریں چنانچہ اسی قصص میں کہ مسلمانوں سے شہر حرام میں بوجہ لاعلمی قتل واقع ہوا اس پر مشرکین نے جو زبان درازی کی تو اس سے قصود یہی تھا کہ لوگ قبول اسلام سے متنفذ ہو جائیں تو خدا یہ جو لوگ مسلمانوں سے جو قتل صادر ہوا اُس پر مشرکین کا طعن کرنا اس وجہ سے کہ لوگ دین حق سے بھل جائیں قتل مذکور سے بدرجہا مذموم و شنیع ہے۔
ف یعنی جب تک تم دین حق پر قائم رہو گے یہ مشرکین کسی حالت میں اور کسی موقع پر بھی تمہارے عقائد اور مخالفت میں کمی نہیں کریں گے حرم مکہ اور شہر حرام ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ عمرہ حرامیہ میں پیش آیا نہ حرم مکہ کی حرمت کی اور نہ شہر حرام کی بلا وجہ عرض عناد سے ماننے مرنے کو مستعد ہو گئے اور مسلمانوں کے مکہ میں جانے اور عمرہ کرنے کے روادار نہ ہونے پھر ایسے معاندین کے طعن و تشنیع کی کیا پروا کی جائے اور ان سے مقاتلہ کرنے میں شہر حرام کی وجہ سے کیوں رکھا جائے۔
ف یعنی دین اسلام سے پھر جانا اور اسی حالت پر ایشیہ تک قائم رہنا ایسی سخت بلا ہے کہ کچھ کے نیک کام اُن کے ضائع ہو جاتے ہیں کہ کسی بھلائی کے متعلق نہیں رہتے دنیا میں نہ اُن کی جان و مال محفوظ رہے نہ نکاح قائم رہے نہ اُن کو میراث ملے نہ آخرت میں تو اُن کے اور نہ کبھی جہنم سے نجات نصیب ہو پاں اگر پھر اسلام قبول کر لیا تو صرف اس اسلام کے بعد کے اعمال حسنہ کی جزا پوری ملے گی۔

فل آیت سابقہ سے جماعت اصحاب مذکورہ بالا کو یہ تو معلوم ہو گیا کہ ہمارے اوپر اس بارہ میں کوئی مواخذہ نہیں مگر یہ تردد ان کو تھا کہ دیکھیں اس جہاد کا ثواب بھی ملتا ہے یا نہیں اس پر یہ آیت اتنی کہ جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کے واسطے اس کے دشمنوں سے لڑے اپنی کوئی عرض اس لڑائی میں نہ تھی وہ بیشک اللہ کی رحمت کے امیدوار اور اُس کے مستحق ہیں اور اللہ اپنے بندوں کی خطائیں بخشنے والا اور ان پر الغام فرمانے والا ہے وہ ایسے تائبانہ دلوں کو معزوم نہ کرے گا۔

فل شراب اور جوئے کے حق میں کئی آیتیں ان میں ہر ایک میں اُن کی برائی ظاہر کی گئی آئندہ کی آیت میں صاف ممانعت کر دی گئی اب جو چیزیں نشہ لادیں وہ حرام ہیں اور جو شرط بدی جائے کسی چیز پر جس میں بارادرجت ہو وہ محض حرام ہے اور ایک طرف کی شرط حرام نہیں۔

فل شراب پینے سے عقل باقی رہتی ہے جو تمام امور شیعہ سے بچاتی ہے اور لڑائی اور قتل وغیرہ طرح طرح کی خرابیوں کی نوبت آتی ہے اور مختلف قسم کے امراض روحانی اور جسمانی پیدا ہوتے ہیں جو بلا اوقات باعث ہلاکت ہوتے ہیں اور جو کھیلنے میں حرام مال کا کھانا اور سرقہ اور تصنیع مال اور عیال باہم دشمنی وغیرہ طرح طرح کے معاصد ظاہری و باطنی پیش آتے ہیں، ہاں ان میں سرسری نفع بھی ہے مثلاً شراب پی کر لذت و سرور ہو گیا اور جو کھیل کر بلا مشقت مال ہاتھ آ گیا۔

فل لوگوں نے پوچھا تھا کہ مال اللہ کے واسطے کس قدر خرچ کریں۔ حکم ہوا کہ جو اپنے اخراجات ضروری سے افزہ درازہ ہو ہو کہ جیسا آخرت کا کفر ضرور ہے دنیا کا فکرم بھی ضرور ہے اگر سدا مال اٹھا ڈالو تو اپنی ضرورت کیونکر پوری کرو اور جو حقوق تم پر لازم ہیں ان کو کیونکر ادا کرو معلوم نہیں کس کس خرابی دینی اور دنیوی میں پھنسو۔

فل یعنی دنیا فانی مگر صل حوائج ہے اور آخرت باقی اور وارثا ہے اس لئے سوچ سمجھ کر ہر ایک امر میں اُس کے مناسب حال خرچ کرنا چاہئے اور مصلحت دنیا اور آخرت دونوں کو پیش نظر رکھنا مناسب ہے اور احکام کو واضح طور پر بیان فرمانے سے یہی مطلوب ہے کہ تم کو فکر کرنے کا موقع ملے۔

فل بعض لوگ تیمم کے مال میں احتیاط نہ کرتے تھے تو اُس پر حکم ہوا تھا کہ لا تقربوا مال الیتیمہ کا پالتی ہی احسن اور ان الذین یا کھون احوال الیتیمی ظلماً الخ اس پر جو لوگ یتیموں کی پرورش کرتے تھے وہ ڈر گئے اور یتیموں کے کھانے اور خرچ کو باطل قرار دیا کیونکہ شرکت کی حالت میں تیمم کا مال کھانا پینا تھا اس میں یہ دشواری ہوتی کہ ایک چیز تیمم کے واسطے تیار کی اب جو کچھ بچتی وہ خراب جاتی اور بھینکی پڑتی اس احتیاط میں یتیموں کا نقصان ہونے لگا تو آپ سے عرض کیا تو اس پر اب یہ آیت نازل ہوئی۔

فل یعنی مقصود توصیف یہ بات ہے کہ تیمم کے مال کی درستی اور اصلاح ہو سو جس موقع میں علیحدگی میں تیمم کا نفع ہو تو اُس کو اختیار کرنا چاہئے۔ اور جہاں شرکت میں بہتری نظر آئے تو ان کا خرچ شامل کر لو تو کچھ مضائقہ نہیں کہ ایک وقت اُن کی چیز کھالی تو دوسرے وقت اپنی چیز اُن کو کھلا دی کیونکہ وہ تیمم کے ہمارے دینی یا دنیوی بھائی ہیں اور جہاں میں شرکت اور کھانا اور کھانا یا بیجا نہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ یتیموں کی اصلاح کی رعایت پوری رہے اور اللہ خوب جانتا ہے کہ اس شرکت سے کس کو خیرات اور فساد مال یتیم مقصود ہے اور کس کو یتیموں کی اصلاح اور ان کی نفع رسانی منظور ہے۔

فل مشقت ڈالنا یعنی کھانے پینے میں یتیموں کی شرکت علی وطلیح بھی مباح نہ فرماتا بلکہ بلا علم و بلا قصد مجبوراً بھی اگر کچھ کمی یا بیشی ہو جاتی تو اُس پر بھی مواخذہ کرتا۔

فل یعنی بھاری سے بھاری حکم دے سکتا ہے اس لئے کہ وہ رب ربست ہے لیکن ایسا کیا کیا بلکہ سہولت کا حکم دیا اس لئے کہ وہ حکمت اور مصلحت موافق کرنے والا ہے۔

فل پہلے مسلمان مرد اور کافر عورت اور اُس کے برعکس دونوں صورتوں میں نکاح کی اجازت تھی اس آیت سے اُس کو منسوخ کر دیا اگر مرد یا عورت مشرک ہو تو اس کا نکاح مسلمان سے درست نہیں یا نکاح کے بعد ایک مشرک ہو گیا تو نکاح سابق ٹوٹ جائے گا اور شرک یہ عمل یا قدرت یا کسی اور صفت تھوڑی سی میں کسی کو خدا کا مائل سمجھنا یا خدا کے مثل کسی کی تعظیم کرنے لگنا کسی کو سجدہ کرے یا کسی کو مختار سمجھ کر اُس سے اپنی حاجت مانگے۔ باقی انہی بات و دیگر آیات سے معلوم ہوتی کہ یہ دو اور نصاریٰ کی عورتوں سے مسلمان مرد کا نکاح درست ہے وہ ان مشرکین میں داخل نہیں بشرطیکہ وہ اپنے دین پر قائم ہوں دہرے اور متحد نہ ہوں جیسے اکثر نصاریٰ آج کل کے نظر آتے ہیں خلاصہ تمام آیت کا یہ ہے کہ مسلمان مرد کو مشرک عورت نکاح کرنا درست نہیں تا وقتیکہ مسلمان نہ ہو جائے بیشک لوڈی مسلمان کافر عورت سے بہتر ہے گو وہ آزاد بی بی ہی کیوں نہ ہو اگر مشرک بی بی یا مشرک مرد و عورت اور دولت کے تم کو پسند ہوں یعنی مسلمان ادنیٰ سے ادنیٰ بھی مشرک سے بہت افضل ہے گو وہ اعلیٰ سے اعلیٰ ہی کیوں نہ ہو۔

فل یعنی مشرکین اور مشرکات جن کا ذکر ہوا اُن کے اقوال اُن کے افعال اُن کی محبت ان کے ساتھ احتیاط کرنا شرک کی نفرت اور اُس کی بڑائی کو دل سے کم کرنا ہے اور شرک کی طرف رغبت کا باعث ہوتا ہے جس کا انجام و نذر ہے اس لئے ایسوں کے ساتھ نکاح کرنے سے اجتناب کلی لازم ہے۔

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجْهَهُمْ وَإِلَى سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ

اور جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کے واسطے اللہ کی راہ میں وہ امیدوار ہیں

رَحْمَتِ اللَّهِ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۲۱۸ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ

اللہ کی رحمت کے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے فل تجھ سے پوچھتے ہیں حکم شراب کا

وَالْمَيْسِرِ ط قُلْ فِيهِمَا آثَمٌ كَبِيرٌ وَمَنْ فَاعِلٌ لِّلنَّاسِ وَآثَمُ مَا

اور جوئے کا فل کدے ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور فائدے بھی ہیں لوگوں کو اور ان کا گناہ

اَكْبَرُ مَنْ نَّفَعِهِمَا ط وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ ط قُلْ الْعَفْوَ

بہت بڑا ہے اُن کے فائدہ سے فل اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں کدے جو بچے اپنے خرچ سے

كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ۲۱۹ فِي الدُّنْيَا

اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تمہارے واسطے حکم تاکہ تم فکر کرو دنیا و آخرت

وَالْآخِرَةِ ط وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَى ط قُلْ إِصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ ط

کی باتوں میں فل اور تجھ سے پوچھتے ہیں یتیموں کا حکم فل کدے سنو ان ان کے کام کا بہتر ہے اور

إِنْ تَخَاطَبُوا فِيهِمْ فَأَخْوَانَكُمْ ط وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ط وَلَوْ

اگر اُن کا خرچ ملو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ جانتا ہے خرابی کرنے والے اور سولہ کرنے والے کو اور اگر

شَاءَ اللَّهُ لَاَعْنَتَكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۲۲۰ وَلَا تَتَّبِعُوا الشِّرْكَتِ

اللہ چاہتا تو تم پر لعنت ڈالتا بیشک اللہ بڑی رحمت سے تدبیر والا فل اور نکاح مت کرو مشرک عورتوں سے

حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا ط وَلَا مَؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ ط وَلَوْ أَحْبَبْتُمْ

جب تک ایمان نہ لائے آئیں اور البتہ لوڈی مسلمان بہتر ہے مشرک بی بی سے اگرچہ وہ تم کو بھل گئے

وَلَا تَتَّبِعُوا الشِّرْكَتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا ط وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ

اور نکاح نہ کرو مشرکین سے جب تک وہ ایمان نہ لائے آئیں اور البتہ غلام مسلمان بہتر ہے مشرک سے

وَلَوْ أَحْبَبْتُمْ ۲۲۱ أُولَٰئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ ط وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى الْجَنَّةِ

اگرچہ وہ تم کو بھلا لگے فل وہ بلاتے ہیں دوزخ کی طرف فل اور اللہ بلاتا ہے جنت کی

فل حیض کہتے ہیں اُس خون کو جو عورتوں کی عادت ہے اس حالت میں مجامعت کرنا نماز روزہ سب حرام ہیں اور خلاف عادت جو خون آئے وہ بیماری پر اس میں مجامعت نماز روزہ نہ ہوتے ہیں اس کا حال ایسا ہے جیسا زخم یا فصد سے خون نکلنے کا۔ یہود اور نجس حالت حیض میں عورت کے ساتھ کھانے اور ایک گھر میں رہنے کو بھی جائز نہ سمجھتے تھا اور نصاریٰ مجامعت سے بھی پرہیز نہ کرتے تھے۔ آپ سے پوچھا گیا تو اس پر یہ آیت اتری آپ نے اس پر صاف فرما دیا کہ مجامعت اس حالت میں حرام ہے اور ان کے ساتھ کھانا پینا رہنا سہنا سب درست ہیں یہود کا افراط اور نصاریٰ کی تقریط دونوں مردود ہو گئیں۔

المسألة ۲۴

۲۴

سید قول ۲

فل پاک ہونے میں تفصیل ہو اگر حیض اپنی پوری مدت یعنی دس دن پہرہ موقوف ہوا تو اسی وقت مجامعت درست اور اگر دس دن پہلے ختم ہو گیا مثلاً پھر روز کے بعد اور عورت کی عادت بھی پھر روز کی تھی تو مجامعت خون کے موقوف ہوتے ہی درست نہیں، بلکہ جب عورت غسل کر لے یا نماز کا وقت ختم ہو جائے اس کے بعد مجامعت درست ہوگی اور اگر عورت کی عادت سات یا آٹھ دن کی تھی تو ان دنوں کے پورا کرنے کے بعد مجامعت درست ہوگی۔

فل جس موقع سے مجامعت کی اجازت دی ہے یعنی آگے کی راہ سے کہ جہاں سے بچہ پیدا ہوتا ہے دوسرا موقع یعنی لو ا طت حرام ہے۔ فل یعنی جو توبہ کرتے ہیں گناہ سے جو ان سے اتفاقاً صادر ہوا، مثلاً حالت حیض میں طہی کا مرتکب ہوا اور ناپاکی یعنی گناہوں اور طہی حالت حیض اور طہی موقع نجس سے امتراز کرتے ہیں۔

فل یہود عورت کی نیت کی طرف ہو کر طہی کرنے کو ممنوع کہتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اس سے بچہ احوال پیدا ہوتا ہے آپ سے پوچھا گیا تو اس پر یہ آیت اتری یعنی تمہاری عورتیں تمہارے لئے بمنزلہ کھیتی کے ہیں جس میں نطفہ بجائے ختم اور اولاد بمنزلہ پیداوار کے ہے یعنی اس سے مقصود اصلی صرف نسل کا باقی رکھنا اور اولاد کا پیدا ہونا ہے سو تم کو اختیار ہے آگے سے یا پھر واپس نیت سے پڑ کر یا بیٹھ کر جس طرح چاہو مجامعت کرو مگر یہ ضرور ہے کہ ختم ریوی اسی میں موقع میں ہو جہاں پیداواری کی امید ہو یعنی مجامعت خاص فرج ہی میں ہو لو ا طت ہو کر نہ ہو مگر نہ ہو یہود کا خیال غلط ہے کہ اس سے بچہ احوال پیدا ہوتا ہے۔

فل یعنی اعمال صالحہ اپنے لئے کرتے رہو یا یہ کہ طہی سے اولاد حاصل مطلوب ہوئی چاہیے محض حفظ نفس مقصود نہ ہو۔

ک یعنی کسی اچھے کام نہ کرنے پر خدا کی قسم کھائیے مثلاً ماں باپ سے نہ بولوں گا یا فقیر کو کچھ نہ دوں گا یا باہم کسی میں مصاحبت نہ کروں گا، ایسی قسموں میں خدا کے نام کو بڑے کاموں کے لئے ذریعہ بنانا ہوا سو ایسا ہرگز مذمت کرو اور اگر کسی نے ایسی قسم کھائی تو اس کا توڑنا اور کفارہ دینا واجب ہے۔

فل یعنی اگر کوئی قسم کھاتا ہے تو اللہ اس کو سننا ہے اور اگر کوئی غلط جلال خداوندی کی وجہ سے قسم کھانے سے گرتا ہے تو اللہ اس کی نیت کو خوب جانتا ہے تمہاری کوئی بات ظاہری اور باطنی اس سے مخفی نہیں اس لئے نیت قلبی اور قول لسانی دونوں میں احتیاط لازم ہے۔

فل لغو اور بیہودہ قسم وہ ہے کہ منہ سے عادت اور عرف کے موافق بے ساختہ اور ناخوشہ سہل جالے اور دل کو خیر تک نہ ہو ایسی قسم کا کفارہ ہے نہ اس میں گناہ ہے البتہ اگر کوئی بالغضد الفاظ قسم مثل واللہ واللہ کہتا اور اس سے محض تاکید مقصود ہو قسم کا قصد نہ ہو تو اس پر ضرور کفارہ لازم ہوگا اور کفارہ کا بیان آگے آجائے گا۔ فل یعنی جو قسم جان بوجھ کر کھائے کہ جس میں دل بھی زبان کے موافق ہو اس قسم کے توڑنے پر کفارہ لازم ہوگا۔ فل غفور ہے کہ لغو اور بیہودہ قسموں پر مواخذہ نہ فرمایا۔ حلیم ہے کہ مواخذہ میں جلدی نہیں فرماتا شاید بندہ توبہ کر لے۔

وَالْغَفْرَةَ بِإِذْنِهِ وَيَبِينُ آيَتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝۲۴

اور بخشش کی طرف اپنے حکم سے اور بتلاتا ہے اپنے حکم کو لوگوں کو تاکہ وہ نصیحت قبول کریں

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى لَا فَاعِلٌ لِّلنِّسَاءِ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرُبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ

کے وقت فل اور نزدیک نہ ہو ان کے جب تک پاک نہ ہو دیں فل پھر جب خوب پاک ہو جائیں تو مآواذ کے پاک

مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ۝۲۵

جہاں سے تم کو اللہ نے بتایا بیشک اللہ کو پسند آتے ہیں توبہ کرنے والے اور اللہ سے بچنے والے

نِسَاءُكُمْ حَرِّثَ لَكُمْ فَاْتُوا حَرْثَكُمْ اِنِّي سَأَلْتُكُمْ وَقَدْ مَوَّأ

تمہاری عورتیں تمہاری بھیتی میں سو جاؤ اپنی بھیتی میں جہاں سے چاہو فل اور آگے کی تفسیر کرو

لَا نَفْسَكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوا اَنَّكُمْ مُقْلَقُونَ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ۝۲۶

اپنے واسطے فل اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ تم کو اس سے ملنا ہے اور تو بخبری سنا ایمان والوں کو

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاِيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا ۝۲۷

اور مت بناؤ اللہ کے نام کو انشاء اپنی قسمیں کھانے کے لئے کہ سلوک کرنے سے اور پرہیز گاری سے اور

تُصَلِّحُوا بَيْنَ النَّاسِ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝۲۸ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ

لوگوں میں صلح کرنے سے بچ جاؤ فل اور اللہ سب کچھ سننا جانتا ہے فل نہیں پکڑتا تم کو اللہ

بِالْغُفْوِ اِيْمَانَكُمْ وَلٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ ۝۲۹

یہودہ قسموں پر تمہاری فل لیکن پکڑتا ہے تم کو ان قسموں پر کہ جن کا قصد کیا تمہارے دلوں نے فل

وَاللّٰهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۝۳۰ لِّلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ

اور اللہ بخشنے والا تحمل کرنے والا ہے فل جو لوگ قسم کھاتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس جانے سے انکے لئے صبر ہے

اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ فَاِنْ فَاَوْقَانَ اللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝۳۱

چار مہینے کی پھر اگر باہم مل گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر

مذلل

ف۔ یہ سب احکام مذکورہ یعنی طلاق اور رجعت اور خلع محدود اور قواعد مقرر فرمودہ حق تعالیٰ ہیں ان کی پوری پابندی لازم ہے کسی قسم کا خلاف اور تاخیر اور کوتاہی ان میں نہ کرنی چاہیے۔

۲ یعنی اگر زوج اپنی عورت کو تیسری بار طلاق دیکر تو پھر وہ عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی تاوقتیکہ وہ عورت دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے اور دوسرا خاوند اس سے صحبت کر کے اپنی خوشی سے طلاق نہ دیوے اس کی عدت پوری کر کے پھر زوج اول سے نکاح جدید ہو سکتا ہے اس کو ملالہ کہتے ہیں اور ملالہ کے بعد زوج اول کے ساتھ نکاح ہونا جب ہی ہے کہ ان کو حکم خداوندی کے قائم رکھنے یعنی ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کا خیال اور اس پر اعتماد ہو ورنہ ضرور نزاع باہمی اور انلاف حقوق کی نوبت آئے گی اور گناہ میں مبتلا ہو گئے

۳ یعنی عدت ختم ہونے کو آئی۔

۴ یعنی عدت کے ختم ہونے تک خاوند کو اختیار ہے کہ اس عورت کو موافقت اور اتحاد کے ساتھ پھر ملا لے یا خوبی اور رضامندی کے ساتھ بالکل چھوڑ دے یہ کرنا نہیں کہ قبضہ میں رکھ کر اس کو تنہا کے قصد سے رجعت کرے جیسا کہ بعض اشخاص کیا کرتے تھے۔

۵ قائلہ آیت سابقہ یعنی الطلاق مرتان انہیں یہ بتلایا تھا کہ دو طلاق تک زوج کو اختیار ہے کہ عورت کو عمدگی سے پھر ملا لے یا بالکل چھوڑ دے اب اس آیت میں یہ ارشاد ہے کہ یہ اختیار صرف عدت تک ہے عدت کے بعد زوج کو اختیار مذکور حاصل نہ ہوگا اس لئے کوئی تکرار کا شبہ نہ کرے۔

۶ نکاح طلاق ایلا رطل رجعت حلالہ وغیرہ میں بڑی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں ان میں جیلے کرنے اور یہودہ اغراض کو دخل دینا مثلاً کوئی رجعت کر لے اور اس سے مقصود عورت کو تنگ کرنا ہے تو گویا اللہ کے احکام کے ساتھ ٹھٹھے بازی ٹھہری نغوذ باللہ من ذلک اللہ کو سب کچھ روشن ہے ایسے جیلوں سے بھر مضررت اور کیا حاصل ہو سکتا ہے۔

۷ ایک عورت کو اس کے خاوند نے ایک یا دو طلاق دی اور پھر عدت میں رجعت بھی نہ کی جب عدت ختم ہو چکی تو دوسرے لوگوں کے ساتھ زوج اول نے بھی نکاح کا پیام دیا عورت بھی اس پر راضی تھی مگر عورت کے بھائی کو غصہ آیا اور نکاح کو روک دیا اس پر یہ حکم اترکہ عورت کی خوشنودی اور یہودی کو ملونا رکھو اسی کے موافق نکاح ہونا چاہئے اپنے کسی خیال اور ناخوشی کو دخل ممت دو اور بیخواب عام ہے نکاح سے روکنے والوں کو سب کو خواہ زوج اول جس نے کہ طلاق دی ہے وہ دوسری جگہ عورت کو نکاح کرنے سے روکے یا عورت کے ولی اور وارث عورت کو پہلے خاوند سے یا کسی دوسری جگہ نکاح کرنے سے مانع ہوں سب کو روکنے سے ممانعت آگئی، ہاں اگر خلاف قاعدہ کوئی بات ہو مثلاً غیر کفو میں عورت نکاح کرنے لگے یا پہلے خاوند کی عدت کے اندر کسی دوسرے سے نکاح کرنا چاہے تو ہمیشہ ایسے نکاح سے روکنے کا حق ہے بالعلم و فہم فرمانے کا یہی مطلب ہے۔

۸ منزل

الظالمُونَ ۲۶ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ ظالم ف۔ پھر اگر اس عورت کو طلاق دی یعنی تیسری بار تو اب حلال نہیں اُسکو وہ عورت اُسکے بعد تنگ زواجاً غیۃً ۲۷ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا نکاح نہ کرے کسی خاوند سے اس کے سوا، پھر اگر طلاق دے دے دوسرا خاوند تو کچھ گناہ نہیں ان دونوں پر کہ پھر باہم مل جائیں

۲۸ إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۲۹ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَلْيُغْنِ أَجَلَهُنَّ واسطے جاننے والوں کے ف۔ اور جب طلاق دی تم نے عورتوں کو پھر بیچیں اپنی عدت تک ف۔ فَاَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَ توروں کو موافق دستور کے یا چھوڑ دو ان کو بھلی طرح سے اور لَا تُمْسِكُوهُنَّ ضَرَارًا لِتَعْتَدُوا وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَقَدْ نَرُوهُنَّ كَرِهًا لَكُمْ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ لَا تَجِدُ فِيهَا عَمَلًا يُغْنِي عَنْكُمْ اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهَ هُزُوا ۳۰ وَإِذَا ذُكِّرُوا نَعِمْتَ اِنسا ہی نقصان کرے گا اور مت بھداؤ اللہ کے احکام کو ہنسی اور یاد کرو اللہ کا

۳۱ اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ۳۲ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۳۳ ہے اس کے ساتھ اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے

۳۴ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَلْيُغْنِ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ اور جب طلاق دی تم نے عورتوں کو پھر پورا کر بیچیں اپنی عدت کو تو اب نہ روکو ان کو اس سے

۳۵ أَنْ يَنْكِحْنَ أَنْوَاعَهُنَّ إِذَا تَرَاضُوا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ نکاح کر لیں اپنے انہی خاوندوں سے جبکہ راضی ہو جائیں آپس میں موافق دستور کے

وَلِیَعْنِیَ حَکْمُ جَوْدِ مَرُورِ اُنْ سَے اہل ایمان کو نصیحت دی جاتی ہے کہ چونکہ اس نصیحت سے وہی منتفع ہوتے ہیں اور یوں تو نصیحت سبھی کے لئے ہے کسی کی خصوصیت نہیں اور یونہی کے خاص کرنے سے دوسروں پر تمہید اور اُن کی تحقیر بھی مفہوم ہوتی ہے یعنی جو لوگ ان حکموں پر عمل نہیں کرتے گویا اُن کو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان ہی نہیں۔

۱؎ یعنی عورت کو نکاح سے نہ روکنے اور اُس کے نکاح ہو جانے میں وہ پاکیزگی سے جو نکاح سے روکنے میں ہرگز نہیں اور عورت جب کہ پہلے خاوند کی طرف راغب ہو تو اُسی کے ساتھ نکاح ہو جانے میں وہ پاکیزگی سے کہ دوسرے کے ساتھ نکاح کرنے میں ہرگز نہیں اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کی باتوں کو اور رفع نقصان آئندہ کو خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

۲؎ یعنی ماں کو حکم ہے کہ اپنے بچہ کو دوبرس تک دودھ پلائے اور یہ مدت اس کے لئے ہے جو ماں باپ بچہ کے دودھ پینے کی مدت کو پورا کرنا چاہیں ورنہ اس میں کمی بھی جائز ہے جیسا آیت کے اخیر میں آتا ہے اور اس حکم میں وہ ماں بھی داخل ہیں جن کا نکاح باقی ہے اور وہ بھی جن کو طلاق مل چکی ہو یا ان کی عدت بھی گزر چکی ہو یا انسا فرق ہو گا کھانا کپڑا مسکوحہ اور مستندہ کو تو دنیا زوج کو ہر حال میں لازم ہے دودھ پلانے یا نہ پلانے اور عدت ختم ہو چکے گی تو پھر صرف دودھ پلانے کی وجہ سے دنیا ہو گا اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ دودھ کی مدت کو جس ماں سے پورا کرنا چاہیں باجس صورت میں باپ سے دودھ پلانے کی اجرت ماں کو دلوں چاہیں تو اس کی انتہا دوبرس کامل ہیں یہ معلوم نہیں ہوا کہ علی العموم دودھ پلانے کی مدت دوبرس کو زیادہ نہیں ۳؎ یعنی باپ کو بچہ کی ماں کو کھانا کپڑا ہر حال میں دینا پڑے گا۔ اول صورت میں تو اس لئے کہ وہ اُس کے نکاح میں ہے، دوسری صورت میں عدت میں ہے اور تیسری صورت میں دودھ پلانے کی اجرت دینی ہوگی اور بچہ کی ماں باپ بچہ کی وجہ سے ایک دوسرے کو تکلیف نہ دیں مثلاً ماں بلا وجہ دودھ پلانے سے انکار کرے یا باپ بلا سبب ماں سے بچہ کو جدا کرے کسی اور سے دودھ پلانے یا کھانے پر طے ہیں تنگی کرے۔

۴؎ یعنی اگر باپ مر جائے تو بچہ کے وارثوں پر بھی ہوا لازم ہے کہ دودھ پلانے کی مدت میں اس کی ماں کے کھانے کپڑے کا خرچ اٹھائیں اور تکلیف نہ پہنچائیں اور وارث سے مراد وہ وارث ہے جو حرم بھی ہو۔

۵؎ یعنی اگر ماں باپ کسی مصلحت کی وجہ سے دو سال کے اندر ہی بچہ کی مصلحت کا لانا کر کے باہمی مشورہ اور رضامندی سے دودھ چھڑانا چاہیں تو اُس میں گناہ نہیں، مثلاً ماں کا دودھ اچھا نہ ہو۔

۶؎ یعنی اے مرد اگر تم کسی ضرورت و مصلحت سے ماں کے سوا کسی دوسری عورت سے دودھ پلوانا چاہو تو اس میں بھی گناہ نہیں مگر اس کی وجہ سے ماں کا کچھ حق نہ کاٹ رکھے بلکہ دنور کے موافق جو مال کو دینا چاہو دے دے اور میطلب بھی ہو سکتا ہے کہ دودھ پلانے والی کا حق نہ کاٹے۔

ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

یہ نصیحت اُس کو کی جاتی ہے جو کہ تم میں سے ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور قیامت کے دن پر

ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

اس میں تمہارے واسطے بڑی تھرائی ہے اور بہت پاکیزگی اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ

اور بچے والی عورتیں دودھ پلا دیں اپنے بچوں کو دوبرس پورے جو کوئی چاہے

اَنْ يَّتِمَّ الرِّضَاعَةُ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِضْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ

کے پوری کرے دودھ کی مدت و اور لڑکے والے یعنی باپ پر ہے کھانا اور کپڑا ان عورتوں کا

بِالْمَعْرُوفِ لَا تَكْلَفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا لَا تَضَارُّ وَالِدَةٌ

موافق دستور کے تکلیف نہیں دی جاتی کسی کو مگر اُس کی گنجائش کے موافق نہ نقصان دیا جاوے ماں کو

بَوْلِدَهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ يَوْلِدُهَا وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ

اُس کے بچہ کی وجہ سے اور نہ اُس کو کہ جس کا وہ بچہ ہے یعنی باپ کو اُسکے بچہ کی وجہ سے اور وارثوں پر بھی ہوا لازم ہے

فَاِنْ اَرَادَ اِفْصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ

پھر اگر ماں باپ چاہیں کہ دودھ چھڑا لیں یعنی دوبرس کے اندر ہی اپنی رضا اور مشورہ سے تو اُن پر کچھ گناہ

عَلَيْهِمَا وَلَٰنْ اَسَرَدْتُمْ اَنْ تَسْرِضَعُوْا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ

نہیں و اور اگر تم لوگ چاہو کہ دودھ پلوانا کسی دایہ سے اپنی اولاد کو تو بھی تم پر کچھ گناہ

عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَا اتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْمَلُوا

نہیں جبکہ حوالہ کر دو جو تم نے دینا چاہا تھا موافق دستور کے و اور ڈرو اللہ سے اور جان بچو

اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۳۷ وَالَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْكُمْ

کہ اللہ تمہارے سب کاموں کو خوب دیکھتا ہے اور جو لوگ مریاویں تم میں سے

وَيَذَرُوْنَ اَنْرًا وَاَجَابَتْ رَبُّنَّ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ ۝۳۸

اور چھوڑ جاویں اپنی عورتیں تو چاہیں کہ وہ عورتیں انتظار میں رکھیں اپنے آپ کو چار مہینے اور

عَشْرًا ۱؎ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ

دس دن واپس پھر جب پورا کر لیں اپنی عدت کو تو تم پر کچھ گناہ نہیں اُس بات میں کرکریں

فِي اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۲؎ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۳؎

وہ اپنے حق میں قاعدہ کے موافق و اللہ کو تمہارے تمام کاموں کی خبر ہے

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَضْتُمْ بِهِ مِنْ خُطْبَةِ النِّسَاءِ اَوْ

اور کچھ گناہ نہیں تم پر اس میں کہ اشارہ میں کہو پیغام نکاح ان عورتوں کا یا

اَلَنْتُمْ فِي اَنْفُسِكُمْ ۴؎ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ

پوشیدہ رکھو اپنے دل میں اللہ کو معلوم ہے کہ تم البتہ ان عورتوں کا ذکر کرو گے لیکن

لَا تُوَاعِدُوْهُنَّ يَسْرًا اِلَّا اَنْ تَقُولُوْا قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۵؎ وَلَا تَعْرَمُوْا

ان سے نکاح کا وعدہ نہ کر رکھو چھپ کر مگر یہی کہ کد کوئی بات رواج شریعت کے موافق اور نہ ارادہ کرو

عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهُ ۶؎ وَاَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ

نکاح کا یہاں تک کہ پہنچ جائے عدت قرآنی اتہا کو و اور جان رکھو کہ اللہ کو

يَعْلَمُ مَا فِي اَنْفُسِكُمْ ۷؎ فَاحْذَرُوْهُ ۸؎ وَاَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

معلوم ہے جو کچھ تمہارے دل میں ہے سو اس سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ بخشنے والا اور

حَلِيْمٌ ۹؎ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَسُوْهُنَّ

تھم کر نہ لالہ ہو کچھ گناہ نہیں تم پر اگر طلاق دو تم عورتوں کو اُس وقت کہ ان کو ملکہ بھی نہ لکھا ہو

اَوْ تَفَرَّضُوا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۱۰؎ وَ مَتَّعُوْهُنَّ عَلَى الْمَوْسِعِ

اور نہ مقرر کیا ہو ان کے لئے کچھ مہر اور ان کو کچھ خرچ دو مقدور والے پر

قَدْرُهُ ۱۱؎ وَعَلَى الْمَقْتَرِ قَدْرُهُ ۱۲؎ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۱۳؎ حَقًّا

اس کے موافق ہے اور تنگی والے پر اس کے موافق جو خرچ کہ قاعدہ کے موافق ہے لازم ہے

عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ۱۴؎ وَاِنْ طَلَقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ

نیکی کرنے والوں پر و اور اگر طلاق دو ان کو ہاتھ لگانے سے

۱؎ پہلے گزر چکا ہے کہ طلاق کی عدت میں جن چیزیں انتظار کرے اب فرمایا کہ عدت کی مدت میں چار مہینے دس دن انتظار کرے سو اس مدت میں اگر معلوم ہو گیا کہ عورت کو حمل نہیں تو عورت کو نکاح کی اجازت ہوگی ورنہ وضع حمل کے بعد اجازت ہوگی اس کی تشریح سو طلاق میں آنے کی حقیقت میں نہیں ہیں یا چار مہینے دس دن حمل کے انتظار اور اس کے دریافت کرنے کے لئے مقرر فرمائے۔

۲؎ جب بیوہ عورتیں اپنی عدت پوری کر لیں یعنی غیر حاملہ چار ماہ دس روز اور حاملہ مدت حمل تو ان کو نہ تو شریعت کے موافق نکاح کر لینے میں کچھ گناہ نہیں اور نہ نیت اور خوشبو سب حلال ہیں۔

۳؎ خلاصہ آیت کا یہ ہو اگر عورت خاوند کے نکاح سے جدا ہوئی تو جب تک عدت میں ہے تو کسی دوسرے کو جائز نہیں کہ اس سے نکاح کر لے یا صاف وعدہ کر لے یا صاف پیام بھیجے لیکن اگر دل میں نیت رکھے کہ بعد عدت اس سے نکاح کروں گا یا اشارہ اپنے مطلب کو اُسے سنادے تاکہ کوئی دوسرا اس سے پہلے پیام نہ دے بیٹھے مثلاً عورت کو سنادے کہ تجھ کو کوئی عزیز رکھے گا یا کہے کہ میرا ارادہ کہیں نکاح کرنے کا ہے تو کچھ گناہ نہیں مگر صاف پیام نہ کر نہ دے۔

۴؎ یعنی حق تعالیٰ تمہارے جی کی باتیں جانتا ہے سو نامائز ارادہ سے بچتے رہو اور ناجائز ارادہ ہو گیا تو اس سے توبہ کرو، اللہ بخشنے والا ہے اور نہ نکاح پر عذاب نہ ہو تو اس سے طمان نہ ہو جائے کیونکہ وہ عظیم ہے عقوبت میں جلدی نہیں فرماتا۔

۵؎ اگر نکاح کے وقت مہر کا ذکر نہ آیا اور ملاہر ہی نکاح کر لیا تو بھی نکاح درست ہے مہر بعد میں مقرر ہو رہیگا لیکن اس صورت میں اگر ہاتھ لگانے سے پہلے یعنی جماعت اور خلوت صحیح سے پہلے ہی طلاق دے دی تو مہر کچھ لازم نہ ہوگا لیکن زوج کو لازم ہے کہ اپنے پاس سے عورت کو کچھ دے دے کم سے کم یہی کہ تین کپڑے کرتہ، سرسند، چادر اپنی حالت کے موافق اور خوشی سے دے دے۔

فل اگر نکاح کے وقت مہر مقرر ہو چکا تھا اور ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دی تو ادھا مہر دینا لازم ہے مگر عورت یا مرد جس کے اختیار میں ہے نکاح کا قائم رکھنا اور توڑنا اپنے حق سے درگزر کریں تو بہتر ہے عورت کی تو درگزر یہ کہ ادھا بھی معاف کر دے اور مرد کی درگزر یہ کہ جو مہر مقرر ہوا تھا پورا حوالہ کر دے یا تمام مہر ادا کر چکا تھا تو ادھا نہ لوٹا وے بلکہ سب مہر چھوڑ دے پھر فرمایا کہ مرد درگزر کرے تو تقویٰ کے زیادہ مناسب ہے کیونکہ اللہ نے اس کو بڑائی دی اور مختار کیا نکاح باقی رکھنے کا اور طلاق دینے کا اور نفیس نکاح سے تمام مہر لازم ہو جانا اور بدول ہاتھ لگانے طلاق دے کر زوج نصف مہر کو اپنے ذمہ سے ملانا ہے یہ تقویٰ کے مناسب نہیں اور زوجہ کی طرف سے کسی قسم کی کوتاہی نہیں ہوئی جو کچھ کیا زوج نے کیا ان وجوہ سے زوج کو زیادہ مناسب ہے کہ درگزر کرے۔

فائدہ طلاق کی مہر اور وطی کے لحاظ سے چار صورتیں ہو سکتی ہیں ایک تو یہ کہ مہر ہونہ وطی۔ دوسری یہ کہ مہر تو مقرر ہو مگر وطی کی نوبت نہ آئے ان دونوں صورتوں کا حکم دونوں آیتوں میں معلوم ہو چکا ہے تیسری یہ کہ مہر مقرر ہو اور وطی کی نوبت آئے اس میں جو مہر مقرر کیا ہے پورا دینا ہوگا یہ صورت کلام اللہ میں دوسرے موقع پر مذکور ہے چوتھی یہ کہ مہر نہ ٹھہرا یا تھا اور ہاتھ لگانے کے بعد طلاق دی اس میں مہر مثل پورا دینا پڑیگا یعنی جو اس عورت کی قوم میں رواج ہے اور یہی چاروں صورتیں موت زوج میں نکلیں گی مگر موت کا حکم طلاق کے حکم سے جدا ہے اگر مہر مقرر کیا تھا اور ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا کہ زوج مر گیا ہاتھ لگانے کے بعد مران دونوں صورتوں میں مہر مثل پورا لازم ہوگا اور اگر مہر مقرر کیا اور ہاتھ لگایا ہاتھ نہ لگایا تو ان دونوں صورتوں میں جو مہر مقرر ہوا تھا وہ پورا دینا ہوگا۔

۵۔ بیچ والی نماز سے مراد عصر کی نماز ہے کہ دن اور رات کے بیچ ہیں اس کی تاکید زیادہ فرمائی کہ اس وقت دنیا کا مشغلہ زیادہ ہوتا ہے اور فرمایا گھر سے رہو ادب سے یعنی نماز میں ایسی حرکت نہ کرو کہ جس سے معلوم ہو جائے کہ نماز نہیں پڑھتے ایسی باتوں سے نماز ٹوٹ جاتی ہے جیسے کھانا یا دینا کسی سے بات کرنا یا ہنسنا۔

فائدہ طلاق کے عمل میں نماز کے حکم کو بیان فرمانے کی یا یہ وجہ ہے کہ دنیا کے معاملات اور باہمی نزاعات میں پکار کبیں خدا کی عبادت کو نہ بھلا دو اور یا یہ وجہ ہے کہ ہوا دہوس کے بند دل کو پورے غلبہ حرص و جہل عدل کو پورا کرنا اور انصاف سے کام لینا اور وہ بھی سرخ اور طلاق کی حالت میں بہت دشوار ہے پھر وہ ان تعفو اور لا تسوا الفضل پہ اور اس حالت میں ان سے عمل کرنے کی توقع بیشک مستبعد نظر آتی تھی سو اس کا علاج فرمایا گیا کہ نماز کی محافظت اور اس کی پابندی اور اس کے حقوق کی رعایت عمدہ علاج ہے کہ نماز کو ازالہ رذائل اور تحصیل فوائد میں بڑا اثر ہے۔

۶۔ یعنی لڑائی اور دشمن سے خوف کا وقت ہو تو ناجاری کو سواری پر اور یا دہ بھی اشارہ سے نماز درست ہے گو قبلہ کی طرف بھی مٹنہ ہو۔

۷۔ یہ حکم اول تھا اس کے بعد جب آیت میراث نازل ہوئی اور غزوہ مکہ پہلے خراج یعنی جوڑا دینے کا حکم اس طلاق پر آچکا ہے کہ نہ مہر ٹھہرا ہونہ زوج نے ہاتھ لگایا ہو اب اس آیت میں وہ حکم سب کے لئے آگیا مگر اتنا فرق ہے کہ سب طلاق والیوں کو جوڑا دینا مستحب ہے ضروری نہیں اور پہلی صورت میں ضروری ہے۔

تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ يُعْفُونَ أَوْ يُعْفُوا الَّذِي بَيْنَهُمَا عَقْدٌ

پہلے اور ٹھہرا چکے تھے تم ان کے لئے مہر تو لازم ہوا ادھا اس کا کہ تم مقرر کر چکے تھے مگر یہ کہ درگزر کریں عورتیں یا درگزر کرے وہ شخص کہ اس کے اختیار میں ہے گرہ نکاح کی

النِّكَاحُ ۚ وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَلَا تَنْسُوا الْفَضْلَ

یعنی غاوند اور تم مرد درگزر کرو تو قریب ہے پرہیزگاری سے اور نہ بھلا دو احسان کرنا

بَيْنَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۚ حَفِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ

آپس میں بیشک اللہ جو کچھ تم کرتے ہو خوب دیکھتا ہے وہ خبردار ہو سب نمازوں سے

وَالصَّلَاةَ الْوُسْطَىٰ وَقَوْمُوا لِلَّهِ ذَيْنَ ۚ فَإِنْ خِفْتُمْ

اور بیچ والی نماز سے اور کھڑے رہو اللہ کے آگے ادب سے وہ پھر اگر تم کو ڈر ہو کسی کا

فَرَجًا ۚ أَوْ زَكَاةً ۖ إِذَا أَمِنْتُمْ فَأَذْكُرُوا اللَّهَ ۚ كَمَا عَلَّمَكُم

تو پیادہ پڑھو یا سوار پھر جس وقت تم امن پاؤ تو یاد کرو اللہ کو جس طرح کہ تم کو سکھایا ہے

مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ۚ وَالَّذِينَ يَتَّقُونَ مِنْكُمُ وَيَذَرُونَ

جس کو تم نہ جانتے تھے وہ اور جو لوگ تم میں سے مراد ہیں اور چھوڑ جاویں اپنی

أَزْوَاجًا وَحَيْثُ لَا زَوْجَهُمْ مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرِ إِخْرَاجٍ

عورتیں تو وہ وصیت کریں اپنی عورتوں کے واسطے خرچ دینا ایک برس تک بغیر نکالنے کے گھر سے وہ

فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ

پھر اگر وہ عورتیں آپ نکل جاویں تو کچھ گناہ نہیں تم پر اس میں کہ کریں وہ عورتیں اپنے حق میں

مِنْ مَعْرُوفٍ ۚ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۚ وَلِلْمُطَلَّقاتِ مَتَاءٌ

بھلی بات اور اللہ زبردست ہے حکمت والا وہ اور طلاق دی ہوئی عورتوں کو واسطے خرچ

بِالْمَعْرُوفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ۚ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ

دینا ہے قاعدہ کے موافق لازم ہے پرہیزگاروں پر وہ اسی طرح بیان فرماتا ہے اللہ تمہارے واسطے

إِيَّاهُمْ لَعَنَكُمْ تَعْقِلُونَ ۚ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ

وَهُمُ الْوُفَّاءُ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ

إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

لَا يَشْكُرُونَ ۚ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ

سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۚ مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا

فِيضِعْفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً ۖ وَاللَّهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُطُ ۚ

إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۚ أَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَا مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ

مَنْ بَعَثَ مُوسَىٰ إِذْ قَالُوا لِلنَّبِيِّ لَهُمْ ابْعَثْ لَنَا مُلْكًا تُقَاتِلُ

فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ

أَلَّا تُقَاتِلُوا قَالُوا وَمَالُنَا أَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَدْ

أُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَأَبْنَاءِنَا فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ

ول یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے یہاں نکاح طلاق عدت کے احکام بیان فرمائے ایسے ہی اپنے احکام و آیات کو واضح فرماتا ہے کہ تم سمجھ لو اور عمل کر سکو۔ یہاں نکاح و طلاق کے احکام ختم ہو چکے۔
ول یہ پہلی اُمت کا قصہ ہے کہ کبھی ہزار شخص گھبرا کر سنا تھے کہ وطن سے بھاگے۔ اُن کو ڈر ہوا تھا غنیمت کا اور لڑنے سے بھی چھپایا یا ڈر ہوا تھا وبا کا اور تقدیر پر توکل اور یقین نہ کیا پھر ایک منزل پر پہنچ کر حکم الہی سب مر گئے پھر سات دن کے بعد پتھر کی دغا سے زندہ ہوئے کہ آگے کو تو یہ کریں۔ اس حال کو یہاں اس واسطے ذکر فرمایا کہ کافروں سے لڑنے یا فی سبیل اللہ مال خرچ کرنے میں جان اور مال کی محبت کے باعث در پیغ نہ کریں اور جان لیویں نہ لیں کہ اللہ موت بھیجے تو چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں اور زندگی چاہے تو مردہ کو دم کے دم میں زندہ کر دے زندہ کو موت سے بچالینا تو کوئی چیز ہی نہیں پھر اُس کی تعمیل حکم موت سے ڈر کر جہاد سے بچنا یا اظہار سے بچ کر صدقہ اور دوسروں پر احسان یا عفو و فضل سے گزنا بدی کے ساتھ حماقت بھی پوری ہے۔

ول یعنی جب معلوم ہو چکا کہ اللہ کے حکم میں تمہاری جان اور مال ہے تو اب تم کو چاہئے کہ لڑو کافروں سے اللہ کے واسطے دین کے لئے اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ مستحق ہے یہاں نہ کرنیوالوں کی باتیں اور جانتا ہے اُن کے منصوبوں کو اور چاہئے کہ خرچ کرو اللہ کے رستہ میں مال اور تنگی سے مت ڈرو کہ کشائش اور تنگی سب اُس کے اختیار میں ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر سب کو جانا ہے۔ قرض حسنہ اسے کہتے ہیں جو قرض دیگر تقاضا نہ کرے اور اپنا احسان نہ دیکھے اور بدلہ نہ چاہے اور اسے حقیر سمجھے۔ اور خدا کو دینے سے جہاد میں خرچ کرنا مراد ہے یا محتاجوں کو دینا۔ ول اس قصہ سے حق تعالیٰ کا بسط و قبض جو ابھی مذکور ہوا خوب ثابت ہوتا ہے یعنی فقیر کو بادشاہ بنانا اور بادشاہ سے بادشاہت چھین لینا اور ضعیف کو قوی اور قوی کو ضعیف کر دینا۔

تَوَكَّلُوا إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ﴿۱۶۶﴾ وَقَالَ لَهُمْ

تو وہ سب پھر گئے مگر انھوں نے سے ان میں کے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے گنہگاروں کو کہ اور فرمایا ان سے

نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا قَالُوا أَتَىٰ

ان کے نبی نے بیشک اللہ نے مقرر فرما دیا تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ کہنے لگے کیونکہ

يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ

ہو سکتی ہے اس کو حکومت ہم پر اور ہم زیادہ مستحق ہیں سلطنت کے اس سے اور اس کو نہیں ملی

سَعَةً مِّنَ الْمَالِ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ

کشانیش مال میں پیغمبر نے کہا بیشک اللہ نے پسند فرمایا اس کو تم پر اور زیادہ

بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكًا مَّن يَشَاءُ

فراخی دی اس کو علم اور جسم میں اور اللہ دیتا ہے ملک اپنا جس کو چاہے

وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿۱۶۷﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ

اور اللہ بڑا وسیع اور اللہ سب کچھ جاننے والا ہے اور کہا بنی اسرائیل سے ان کے نبی نے کہ طالوت کی سلطنت کی نشانی

أَنْ يَأْتِيَكُمُ النَّبَاطُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ

یہ ہے کہ آوے تمہارے پاس ایک صندوق کہ جس میں علی غایت ہے تمہارے رب کی طرف سے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں

مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ إِنَّ فِي

ہیں انہیں جو چھوڑ گئی تھی موسیٰ اور ہارون کی اولاد اٹھالائیں گے اس صندوق کو فرشتے بیشک

ذَلِكَ آيَةٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۶۸﴾ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ

اس میں پوری نشانی ہو تمہارے واسطے اگر تم یقین رکھتے ہو کہ پھر جب باہر نکلا طالوت

بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ

فوجیں لے کر کہا بیشک اللہ تمہاری آزمائش کرتا ہے ایک نہر سے سو جس نے پانی پیا اس نہر کا

فَلَيْسَ مِنِّي وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اعْتَرَفَ

تو وہ میرا نہیں اور جس نے اس کو نہ چکھا تو وہ بیشک میرا ہے مگر جو کوئی بھرے

۱۶۶ حضرت موسیٰ کے بعد کچھ عرصہ تک بنی اسرائیل کا کام درست رہا پھر جب ان کی نیت بگڑی تب ان پر ایک نبی کا فر بادشاہ جالوت نام مسلط ہوا ان کو شہر سے نکال دیا اور لوٹا اور ان کو پھر کر بندہ بنایا بنی اسرائیل بھاگ کر بیت المقدس میں جمع ہوئے اس وقت حضرت اشموئیل علیہ السلام پیغمبر تھے ان سے درخواست کی کہ کوئی بادشاہ ہم پر مقرر کر دو کہ اس کے ساتھ ہو کر تم جہاد کریں فی سبیل اللہ۔

۱۶۷ طالوت کی قوم میں آگے سے سلطنت نہ تھی غریب غنتی آدمی تھے ان (بنی اسرائیل) کی نظر میں سلطنت کے قابل نظر نہ آئے، اور بوجہ مال و دولت اپنے آپ کو سلطنت کے لائق خیال کیا بنی نے فرمایا کہ سلطنت کسی کا حق نہیں اور سلطنت کی بڑی لیاقت ہے عقل اور بدن میں زیادتی اور وسعت ہونی جس میں طالوت تم سے افضل ہے۔

۱۶۸ فائدہ بنی اسرائیل نے جب یہ سنا تو پھر کہا پیغمبر سے کہ اس کے سوا کوئی اور دلیل بھی ان کی بادشاہت پر دکھلا دو تاکہ تمہارے دل میں کوئی اشتباہ نہ رہے بنی نے دعا کی جناب الہی میں اور طالوت کی سلطنت کی دوسری نشانی بیان فرمادی گئی۔

۱۶۹ بنی اسرائیل میں ایک صندوق چلا آتا تھا اس میں تبرکات تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام وغیرہ انبیاء بنی اسرائیل اس صندوق کو لٹائی میں آگے رکھتے اللہ اس کی برکت سے فتح دیتا جب جالوت ملک آیا ان پر تو یہ صندوق بھی وہ لے گیا تھا جب اللہ تعالیٰ کو صندوق کا پہنچا نامعلوم ہوا تو یہ کیا کہ وہ کا فر جہاں صندوق کو رکھتے وہیں ہوا اور بالائی پانچ شہر ویران ہو گئے ناچار ہو کر دو بیلوں پر اس کو لاد کر ہانک دیا فرشتے بیلوں کو ہانک کر طالوت کے دروازے پہنچا گئے بنی اسرائیل اس نشانی کو دیکھ کر طالوت کی بادشاہت پر یقین لائے اور طالوت نے جالوت پر فوج کشی کی اور موسم نہایت گرم تھا۔

فل ہووس سے طاووت کے ساتھ چلنے کو سب تیار ہو گئے طاووت نے کہہ دیا کہ جو کوئی جوان زور آور لے فکر ہو وہ چلے ایسے بھی اتنی ہڑا نکلے پھر طاووت نے اُن کو آڑنا چاہا ایک منزل میں پانی نہ ملا دوسری منزل میں ایک نہر ملی طاووت حکم کر دیا کہ جو ایک چلو زیادہ پانی پیو وہ میرے ساتھ نہ چلے صرف تین سو تیرہ ان کے ساتھ رہ گئے اور سب جُدا ہو گئے جنہوں نے ایک چلو سے زیادہ نہ پیا اُن کی پیاس بھی اور جنہوں نے زیادہ پیا اُن کو اور پیاس زیادہ لگی اور آگے نہ چل سکے **فل** جب سامنے ہوئے جالوت کے یعنی وہی تین سو تیرہ آدمی اور تین تین سو تیرہ میں حضرت داؤد کے والد اور اُن کے چھ بھائی اور خود حضرت داؤد بھی تھے حضرت داؤد کو راہ میں تین پتھر ملے اور بولے کہ اٹھالے ہم کو ہم جالوت کو قتل کر بیٹھے جب مقابلہ ہوا جالوت خود باہر نکلا او کہا میں اکیلے تمام سب کو کافی ہوں میرے سامنے آتے جاؤ حضرت اشموئیل نے حضرت داؤد کے باپ کو بلایا کہ اپنے بیٹے بھگدو دکھلا اُس نے چھ بیٹے دکھائے جو قتل کر چکے تھے حضرت داؤد کو نہیں دکھایا اُن کا قد چھوٹا تھا اور کرباں چراتے تھے غیر نے اُن کو بلایا اور پوچھا تو جالوت کو مار چکا انہوں نے کہا مارونگا پھر جالوت کے سامنے گئے اور انہی تینوں پتھروں کو فائز بن گئے کہ مارا جالوت کا صرف ماتھا کھلا تھا اور تمام بدن لوہے میں غرق تھا تینوں پتھر اس کے ماتھے پر لگے اور پیچھے کو نکل گئے۔ جالوت کا لشکر بھاگا اور مسلمانوں کو فتح ہوئی پھر طاووت نے حضرت داؤد سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور طاووت کے بعد یہ بادشاہ ہوئے اس سے معلوم ہو گیا کہ حکم جہاد ہمیشہ سے جلا کر رہا ہے اور اس میں اللہ کی بڑی رحمت اور احسان ہے۔ نادان کہتے ہیں کہ لوطی نبیوں کا کام نہیں۔

فل یہ قصہ جو بنی اسرائیل کا گذرا یعنی ہزاروں کا نکلنا اور اُن کا دفعہ مرنا اور جینا اور طاووت کا بادشاہ ہونا یہ سب اللہ کی آیتیں ہیں جو سمجھ کو سنائی جاتی ہیں اور تم بیشک اللہ کے رسولوں میں ہو یعنی جیسے پہلے پیغمبر ہو چکے ہیں ویسے ہی تم بھی یقیناً رسول ہو کہ ان قصص قرون ماضیہ کو ٹھیک ٹھیک بیان کرتے ہو حالانکہ نہ کسی کتاب میں آپ نے دیکھا اور نہ کسی آدمی سے سنا۔

عُرْفَةً لِّبَيْدٍ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ فَكَلَّمَا
 ایک چلو اپنے ہاتھ سے پھر پی لیا سب نے اُس کا پانی مگر تھوڑوں نے اُن میں سے پھر جب
 جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا
 پار ہوا طاووت اور ایمان والے ساتھ اُس کے تو کہنے لگے طاقت نہیں ہم کو
 الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ ط قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ
 آج جالوت اور اس کے لشکروں سے لڑنے کی کہنے لگے وہ لوگ جن کو خیال تھا کہ اُن کو
 مُلِقُوا اللَّهَ لَكُمْ مِّنْ فَتَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فَتَا كَثِيرَةً بِإِذْنِ
 اللہ سے ملنا ہے بارہا تھوڑی جماعت غالب ہوتی ہے بڑی جماعت پر اللہ کے
 اللَّهُ ط وَاللَّهُ مَعَ الصَّادِقِينَ ط وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ
 حکم سے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے **فل** اور جب سامنے ہوئے جالوت کے اور اس کی فوجوں کے
 قَالُوا رَبَّنَا أَفِرَغَ عَلَيْنَا صِدْرًا وَثَبَّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا
 تو بولے اے رب ہمارے ڈال دے ہمارے دلوں میں صبر اور ہمارے رکھ ہمارے پاؤں اور مدد کر ہماری
 عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ط فَهَزَمُوهُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ وَقَتَلَ
 اس کا فسر قوم پیر پھر شکست دی مومنوں نے جالوت کے لشکر کو اللہ کے حکم سے اور بارگاہ
 دَاوُدُ جَالُوتَ وَاتَّهَ اللَّهُ الْمُلُوكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُمَا
 داؤد نے جالوت کو اور دی داؤد کو اللہ نے سلطنت اور حکمت اور سکھایا اُن کو جو
 يَشَاءُ ط وَلَوْ لَا دَفَعُ اللَّهُ النَّاسَ بَعْضُهمْ بَعْضًا لَّفَسَدَتِ
 چاہا اور اگر نہ ہوتا دفع کر دینا اللہ کا ایک کو دوسرے سے تو غراب ہو جاتا
 الْأَرْضُ وَلَكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ط تِلْكَ
 ملک لیکن اللہ بہت مہربان ہے جہان کے لوگوں پر **فل** یہ
 آيَةُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ط وَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ط
 آیتیں اللہ کی ہیں ہم تجھ کو سناتے ہیں ٹھیک ٹھیک اور تو بیشک ہمارے رسولوں میں ہے **فل**